بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

THE WEEKLY BADR QADIAN

جلسہ سالانہ نمبر

جلد ۲۷ ۔ شمارہ ۵۰، ۵۱

ایڈیٹر :- محمد حفیظ بقاپوری

نائبین :- جاوید اقبال اختر
محمد انعام غوری ۔

شرحِ چندہ

سالانہ ۱۵ روپے
ششماہی ۸ روپے
ممالکِ غیر ۳۰ روپے
قیمت جلسہ سالانہ نمبر ایک روپیہ

REGD. NO. P/GDP_3.

PIN. ———143516

۲۰-۲۱ محرم ۱۳۹۹ھ ۔ ۱۴-۲۱ فتح ۱۳۵۷ ہش ۔ ۱۴-۲۱ دسمبر ۱۹۷۸ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۱ر فتح (دسمبر) ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مورخہ ۳ر دسمبر ۷۸ء کی اطلاع مظہر ہے کہ "حضور کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے ۔ الحمدللہ"

احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دعائیں جاری رکھیں ۔

قادیان ۱۱ر فتح (دسمبر) ۔ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مع اہل و عیال و جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں ۔ الحمدللہ

شبیہِ مبارک
بانیٔ جماعت احمدیہ
حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی
مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام ۔

منارۃ المسیح قادیان

فوٹو :-
احمدیہ مسلم مشن ہاؤس مدراس

جس کا افتتاح مورخہ ۲ر نومبر ۱۹۷۸ء کو محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے فرمایا ۔

ہفت روزہ بدر قادیان جلسہ سالانہ نمبر
مورخہ ۱۴، ۲۱ فتح ۱۳۵۷ ہش

احمدیت کا روشن مستقبل

قرآن کریم اور احادیث کی پیشگوئیوں کے مطابق اسلام پر ایک ایسا زمانہ آیا جبکہ ایک طرف مسلمانوں کی اعتقادی، عملی، اخلاقی، روحانی، اقتصادی اور سیاسی حالت انتہائی کمزور ہوگئی اور مسلمان صرف نام کے مسلمان رہ گئے۔ اور بقول ابو الاعلیٰ مودودی "۹۹۹ فی ہزار نہ اسلام کا علم رکھتے ہیں، نہ حق و باطل کی تمیز سے آشنا ہیں" اور دوسری طرف اُمتِ محمدیہ کی اندرونی کمزوری سے فائدہ اُٹھا کر بیرونی طور پر دیگر مذاہب کی طرف سے زبردست یلغار شروع ہوگئی۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دجّالی طاقتیں اپنے پورے ساز و سامان کے ساتھ اسلام پر حملہ آور ہوگئیں۔ اس زمانہ کا نقشہ مولانا ابو الکلام آزاد نے یوں کھینچا ہے :-

"اسلام مخالفین کی یورشوں میں گھر چکا تھا۔ اور مسلمان...... اپنے قصوروں کی پاداش میں پڑے سسک رہے تھے اور اسلام کے لئے کچھ نہ کرتے یا نہ کرسکتے تھے۔ ایک طرف حملوں کے امتداد کی یہ حالت تھی کہ مسیحی دنیا اسلام کی شمع.... کو..... مٹا دینا چاہتی تھی...... اور دوسری طرف ضعفِ مدافعت کا یہ عالم تھا کہ توپوں کے مقابلہ پر تیر بھی نہ تھے۔"
(اخبار "وکیل" امرتسر ۱۹۰۸ء)

اسلام کی اِس نازک حالت کو دیکھ کر عیسائی دنیا نے اپنی فتح کے یقین میں یہ اعلان کر دیا تھا کہ :-

- برِ اعظم افریقہ عیسائیت کی جیب میں ہے۔
- ہندوستان میں دیکھنے کو بھی مسلمان نہ ملے گا۔
- وہ وقت آگیا ہے کہ مکہ معظمہ پر عیسائیت کا جھنڈا لہرائے گا۔ (ملخص از بیروز لیکچرز ۱۸۹۷ء)

ایسے دجل و فریب، اور اُمتِ محمدیہ کی کس مپرسی کے زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ کو مسیح موعود اور مہدی معہود بنا کر قادیان کی گمنام بستی سے مبعوث کیا اور آپؑ کو مخاطب کرکے فرمایا :-

"اُٹھ کہ مَیں نے تجھے اِس زمانہ میں اسلام کی حجت پوری کرنے کے لئے اور اسلامی سچائیوں کو دنیا میں پھیلانے کے لئے اور ایمان کو زندہ اور قوی کرنے کے لئے چُنا ہے۔" (تریاق القلوب ص ۲۰۹)

اور ۱۸۸۶ء میں آپؑ کو یہ بشارت دیتے ہوئے الہاماً فرمایا :-

"خدا تیرے نام کو اُس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزّت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا...... اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلّت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے۔ اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے۔ لیکن خدا تجھے بکلّی کامیاب کرے گا۔ اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ مَیں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا۔ اور اُن کے نفوس اور اموال میں برکت دوں گا۔ اور اُن میں کثرت بخشوں گا...... اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبت ڈالے گا یہاں تک کہ وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔" (تذکرہ ص ۱۴۳، ۱۴۴)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو غیر معمولی ترقی، شہرت اور کامیابی اور غلبۂ اسلام کی یہ بشارات اُس زمانے میں دیں جبکہ آپ بالکل اکیلے اور گمنام اور بے سروسامان تھے۔ اس بے سروسامانی اور کس مپرسی کے زمانے میں ستم بالائے ستم یہ کہ ان دعاوی کو سُن کر خود آپؑ کے رشتہ دار آپؑ کے مخالف ہوگئے۔ پھر اس مخالفت کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا۔ چنانچہ یہ مخالف اپنے پورے ساز و سامان کے ساتھ عیسائیوں میں سے بھی اُٹھے۔ مسلمانوں میں سے بھی اُٹھے اور ہندوؤں میں سے بھی اُٹھے۔ اور نہ صرف تمام اہلِ مذاہب ہی بلکہ لامذہب پارٹیوں میں سے آپؑ کے مخالف اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اس قدر آپؑ کی مخالفت ہوئی کہ الامان والحفیظ۔

لیکن خدا کے اس پہلوان نے مخالفت کی اس آگ میں سے اپنا رستہ صاف کیا اور میدانِ مبارزت میں ایک بہادر پہلوان کی طرح کھڑے ہوکر جملہ اہلِ مذاہب کو للکارا اور دعوتِ مقابلہ دی کہ اگر تمہارے مذہب میں کچھ زندگی کے آثار ہیں تو پیش کرو۔ اوّل تو کوئی مقابلہ پر آیا ہی نہیں اور جس نے بھی مقابلہ کی ناکام جرأت کی وہ مُنہ کی کھایا۔ اور اپنے عبرتناک انجام سے دنیا کو متنبہ کر گیا کہ ؎

جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار

غرضکہ وہ مسیح محمدی، قلعۂ اسلام کے چاروں طرف بیک وقت نگہبانی کرتا رہا۔ اور وہ اکیلا خدا کا پہلوان مختلف محاذوں پر برسرِ پیکار رہا۔ اور نہ صرف حقِ مدافعت ادا کیا بلکہ روحانی طور پر ایسے جارحانہ حملے کئے کہ ان کی تاب نہ لاکر دیگر اہلِ مذاہب، بہت سی سعید روحوں کو آپؑ کے حوالے کرکے پیچھے ہی پیچھے ہٹتے چلے گئے ۔۔۔!!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال پر جناب مرزا حیرت دہلوی نے لکھا :-

"مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اُس نے آریوں، اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں، وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں۔ اُس نے مناظرہ کا بالکل رنگ ہی بدل دیا۔ اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی..... کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کی یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا...... اُس نے ہلاکت کی پیشگوئیوں، مخالفتوں اور نکتہ چینیوں کی آگ میں سے ہوکر اپنا رستہ صاف کیا۔ اور ترقی کے انتہائی عروج تک پہنچ گیا۔"
(اخبار کرزن گزٹ دہلی یکم جون ۱۹۰۸ء)

اسی طرح جماعتِ اسلامی کے سابق سرگرم رکن حکیم مولوی عبدالرحیم صاحب اشرف مدیر "المنبر" لائلپور نے جماعتِ احمدیہ کی کامیابیوں کا اعتراف اور جماعت کے مخالفین کی ناکامی کا ذکر کرتے ہوئے ۱۹۵۶ء میں لکھا :-

"ہمارے بعض واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں سے قادیانیت کا مقابلہ کیا۔ لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ قادیانی جماعت پہلے سے زیادہ مستحکم اور وسیع ہوتی گئی۔ مرزا صاحب کے بالمقابل جن لوگوں نے کام کیا ان میں اکثر تقویٰ، تعلق باللہ، دیانت، خلوص، علم اور اثر کے اعتبار سے پہاڑوں جیسی شخصیتیں رکھتے تھے...... لیکن ہم اس کے باوجود اس تلخ نوائی پر مجبور ہیں کہ ان اکابر کی تمام کوششوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوا ہے اور متحدہ ہندوستان میں قادیانی بڑھتے رہے۔ تقسیم کے بعد اس گروہ نے پاکستان میں نہ صرف پاؤں جمائے بلکہ اُن کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ وہاں ان کا یہ حال ہے کہ ایک طرف تو روس اور امریکہ سے سرکاری سطح پر آنے والے سائنسدان ربوہ آتے ہیں اور دوسری جانب ۱۹۵۳ء کے عظیم تر ہنگامے کے باوجود قادیانی جماعت اس کوشش میں ہے کہ اس کا ۱۹۵۶-۵۷ء کا بجٹ ۲۵ لاکھ روپیہ کا ہو۔" (المنبر لائلپور ۲۳ فروری ۱۹۵۶ء)

اور اب ہم دنیا کو یہ خوشخبری سُنانے جا رہے ہیں کہ ۱۹۵۳ء سے بھی عظیم تر ۱۹۷۴ء کے ہنگامے کے بعد جب دنیا نے یہ دیکھنا چاہا کہ جماعت احمدیہ ختم ہوگئی یا ابھی باقی ہے تو اُن پر یہ معلوم کیا کہ وہ جو آج سے نوّے سال قبل اکیلا تھا آج اُس کے ماننے والے دنیا بھر میں ایک کروڑ سے زائد ہو گئے ہیں۔ اور قادیان و ربوہ کے ہر دو مراکز مجموعی طور پر قریباً تین کروڑ روپیہ سالانہ تبلیغِ اسلام و اشاعتِ قرآن کے سلسلہ میں خرچ کر رہے ہیں۔ اور یہ بجٹ صد سالہ جوبلی منصوبہ کی اُس تیرہ کروڑ کی رقم کے علاوہ ہے جو جماعت احمدیہ اپنی اگلی صدی کے استقبال کی تیاری کیلئے جمع کر رہی ہے جو غلبۂ اسلام کی صدی ہوگی۔ انشاء اللہ۔

حضرت بانیٔ جماعتِ احمدیہ علیہ السلام نے آج سے ۸۰ سال قبل جماعت کو مخاطب کرکے یہ بشارت سُنائی تھی کہ :-

"تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور

(آگے دیکھئے صفحہ ۲۷ پر)

کمپیوٹر پروجیکشن!
(COMPUTER PROJECTION)

"قریباً نوّے سال میں وہ (حضرت بانیٔ جماعتِ احمدیہؑ) جو ایک تھا، وہ ایک کروڑ بن گیا۔ اگر اگلے سو سال میں ایک کروڑ میں سے ہر ایک آدمی ایک کروڑ بن جائے تو تم ضرب دے کر دیکھو کیا تعداد بنتی ہے ۔۔۔!"

(خلیفۃ المسیح الثالث)

جواہر الکلام

سچا فلسفہ قرآن میں ہے اور صرف انہیں کو دیا جاتا ہے جن کے دل اور دماغ سے متکبرانہ خیالات کا تعفن نکل جاتا ہے

خُلقِ عظیم بڑی بھاری کرامت ہے۔ مَیں تمہارے اندر ایک نمایاں تبدیلی چاہتا ہوں

بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنی جماعت سے خطاب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

علومِ جدیدہ کی ماہیت اور کیفیت سے آگاہی حاصل کرو

"مَیں اُن مولویوں کو غلطی پر جانتا ہُوں جو علومِ جدیدہ کی تعلیم کے مخالف ہیں وُہ دراصل اپنی غلطی اور کمزوری کو چھُپانے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ اُن کے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی ہے کہ علومِ جدیدہ کی تحقیقات اِسلام سے بدظن اور گمراہ کر دیتی ہے اور وہ یہ قرار دیئے بیٹھے ہیں کہ گویا عقل اور سائنس اسلام سے بالکل متضاد چیزیں ہیں۔ چونکہ خود فلسفہ کی کمزوریوں کو ظاہر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اس لئے اپنی کمزوری کو چھُپانے کے لئے یہ بات تراشتے ہیں کہ علومِ جدیدہ کا پڑھنا ہی جائز نہیں۔ اُن کی رُوح فلسفہ سے کانپتی ہے۔ اور نئی تحقیقات کے سامنے سجدہ کرتی ہے۔"

سچا فلسفہ قرآن میں ہے

"مگر وہ سچا فلسفہ اُن کو نہیں ملا جو الہامِ الٰہی سے پیدا ہوتا ہے جو قرآن کریم میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہُوا ہے۔ وُہ اُن کو اور صرف اُنہیں کو دیا جاتا ہے جو نہایت تذلّل اور نیستی سے اپنے تئیں اللہ تعالیٰ کے دروازے پر پھینک دیتے ہیں۔ جن کے دِل اور دماغ سے متکبرانہ خیالات کا تعفّن نکل جاتا ہے اور جو اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرتے ہُوئے گڑگڑا کر سچی عبودیت کا اقرار کرتے ہیں۔"

علومِ جدیدہ کو اسلام کے تابع کرنا چاہیئے

"پس ضرورت ہے کہ آج کل دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے علومِ جدیدہ حاصل کرو۔ اور بڑے جدّوجہد سے حاصل کرو۔ لیکن مجھے یہ بھی تجربہ ہے جو بطور انتباہ مَیں بیان کر دینا چاہتا ہُوں کہ جو لوگ اِن علوم ہی میں یکطرفہ پڑ گئے اور ایسے محو اور منہمک ہوئے کہ کسی اہلِ دل اور اہلِ ذکر کے پاس بیٹھنے کا اُن کو موقعہ نہ ملا۔ اور وہ خود اپنے اندر الٰہی نور نہ رکھتے تھے وہ عموماً ٹھوکر کھا گئے۔ اور اسلام سے دُور جا پڑے۔ اور بجائے اس کے کہ ان عُلوم کو اسلام کے تابع کرتے، اُلٹا اسلام کو علوم کے ماتحت کرنے کی بے سُود کوشش کر کے اپنے زعم میں دینی اور قومی خدمات کے متکفّل بن گئے۔ مگر یاد رکھو یہ کام وہی کر سکتا ہے یعنی دینی خدمت وہی بجا لا سکتا ہے جو آسمانی روشنی اپنے اندر رکھتا ہو۔"

یکطرفہ علوم کی تحقیقات اور تعلیم میں منہمک ہونے کا نتیجہ

"بات یہ ہے کہ ان علوم کی تعلیمیں یا دہریت اور فلسفیت کے رنگ میں دی جاتی ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان تعلیمات کا دِلدادہ چند روز تو حُسنِ ظن کی وجہ سے جو اُس کو فطرتاً حاصل ہوتا ہے رسومِ اسلام کا پابند رہتا ہے۔ لیکن جوں جوں اُدھر قدم بڑھتا جاتا ہے، اسلام کو دُور چھوڑتا جاتا ہے۔ اور آخر ان رسوم کی پابندی سے بالکل ہی رہ جاتا ہے۔ اور حقیقت سے کچھ تعلّق نہیں رہتا۔ یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے اور ہُوا ہے یکطرفہ علوم کی تحقیقات اور تعلیم میں منہمک ہونے کا۔ بہت سے لوگ قومی لیڈر کہلا کر بھی اس رمز کو نہیں سمجھ سکے کہ علومِ جدیدہ کی تحصیل جب ہی مفید ہو سکتی ہے جب محض دینی خدمت کی نیّت سے ہو۔ اور کسی اہلِ دِل، آسمانی عقل اپنے اندر رکھنے والے مردِ خُدا کی صُحبت سے فائدہ اُٹھایا جائے۔"

آج کل کے تعلیم یافتوں پر ایک اور بڑی آفت

"آج کل کے تعلیم یافتہ لوگوں پر ایک اور بڑی آفت جو آ کر پڑی ہے وُہ یہ ہے کہ اُن کو دینی علوم سے مطلق مَس نہیں ہوتا۔ پھر جب وُہ کسی ہیئت دان یا فلسفہ دان کے اعتراض پڑھتے ہیں تو اسلام کی نسبت شکوک اور وساوس اُن کو پیدا ہو جاتے ہیں۔ تب وہ عیسائی یا دہریہ بن جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں اُن کے والدین بھی ان پر بڑا ظلم کرتے ہیں کہ دینی علوم کی تحصیل کے لئے ذرا سا وقت بھی اُن کو نہیں دیتے اور ابتداء ہی سے ایسے دھندوں اور بکھیڑوں میں ڈال دیتے ہیں جو اُنہیں پاک دین سے محروم کر دیتے ہیں۔"

صحبت را اثر

"مثل مشہور ہے "تخم تاثیر صحبت را اثر" اس کے اول جزو (حصہ) پر کلام ہو تو ہو لیکن دوسرا حصہ "صحبت را اثر" ایسا ثابت شدہ مسئلہ ہے کہ اس پر زیادہ بحث کرنے کی ہم کو ضرورت نہیں۔ ہر ایک شریف قوم کے بچوں کا عیسائیوں کے پھندے میں پھنس جانا اور مسلمانوں حتی کہ غوث و قطب کہلانے والوں کی اولاد اور سادات کے فرزندوں کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرنا دیکھ چکے ہو۔ ان صحیح النسب سیّدوں کی اولاد جو اپنا سلسلہ حضرت حسین رضی تک پہنچاتے ہیں ہم نے کرسچن (عیسائی) دیکھی ہے اور بانی اسلامؐ کی نسبت قسم قسم کے الزام (نعوذ باللہ) لگاتے ہیں۔ ایسی حالت میں بھی اگر کوئی مسلمان اپنے دین اور اپنے نبیؐ کے لئے غیرت نہیں رکھتا تو اس سے بڑھ کر ظالم اَور کون ہوگا؟

اگر تم اپنے بچوں کو ..... دوسروں کی صحبت سے نہیں بچاتے یا کم از کم نہیں بچانا چاہتے تو یاد رکھو کہ نہ صرف اپنے اُوپر بلکہ قوم پر اور اسلام پر ظلم کرتے اور بڑا بھاری ظلم کرتے ہو۔"

اصلی شہ زور اور بہادر کون ہے؟

"ہماری جماعت میں شہ زور اور پہلوانوں کی طاقت رکھنے والے مطلوب نہیں بلکہ ایسی قوت رکھنے والے مطلوب ہیں جو تبدیلِ اخلاق کے لئے کوشش کرنے والے ہوں۔ یہ ایک امر واقعی ہے کہ وہ شہزور اور طاقت والا نہیں جو پہاڑ کو جگہ سے ہٹا سکے نہیں نہیں۔ اصلی بہادر وہی ہے جو تبدیلِ اخلاق پر مقدرت پاوے۔ پس یاد رکھو کہ ساری ہمت اور قوت تبدیلِ اخلاق میں صرف کرو کیونکہ یہی حقیقی قوت اور دلیری ہے۔"

خُلقِ عظیم بڑی بھاری کرامت ہے

"..... ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے بڑا اور قوی اعجاز اخلاق ہی کا دیا گیا۔ جیسے فرمایا اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔ یوں تو آنحضرت صلعم کے ہر ایک قسم کے خوارق قوتِ ثبوت میں جملہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات سے بجائے خود بڑھے ہوئے ہیں۔ مگر آپؐ کے اخلاقی اعجاز کا نمبر اُن سب سے اوّل ہے جس کی نظیر دُنیا کی تاریخ نہیں بتلا سکتی اور نہ پیش کر سکے گا۔

مَیں سمجھتا ہوں کہ ہر ایک شخص جو اپنے اخلاقِ سیّئہ کو چھوڑ کر عاداتِ ذمیمہ کو ترک کر کے خصائلِ حسنہ کو لیتا ہے۔ اُس کے لئے وہی کرامت ہے مثلاً اگر بہت ہی سخت تُند مزاج اور غصّہ ور اِن عاداتِ بد کو چھوڑتا ہے اور حلم اور عفو کو اختیار کرتا ہے۔ یا امساک کو چھوڑ کر سخاوت اور حسد کی بجائے ہمدردی حاصل کرتا ہے تو بے شک یہ کرامت ہے۔ اور ایسا ہی خودستائی اور خودپسندی کو چھوڑ کر جب اِنکساری اور فروتنی اختیار کرتا ہے تو یہ فروتنی ہی کرامت ہے۔ پس تم میں سے کون ہے جو نہیں چاہتا کہ کراماتی بن جاوے۔ مَیں جانتا ہوں ہر ایک یہی چاہتا ہے۔ تو بس یہ ایک مدامی اور زندہ کرامت ہے۔ انسان اخلاقی حالت کو درست کرے۔ کیونکہ یہ ایسی کرامت ہے جس کا اثر کبھی زائل نہیں ہوتا بلکہ نفع دُور تک پہنچتا ہے۔ مومن کو چاہیئے کہ خَلق اور خالق کے نزدیک اہلِ کرامت ہو جاتے۔"

مَیں تمہارے اندر ایک نُمایاں تبدیلی چاہتا ہُوں

"اگر ایک شخص بھی زندہ طبیعت کا نکل آوے تو کافی ہے۔ مَیں یہ بات کھول کر بیان کرتا ہُوں کہ میرے مناسبِ حال یہ بات نہیں ہے کہ جو کچھ مَیں آپ لوگوں کو کہتا ہُوں مَیں ثواب کی نیت سے کہتا ہُوں۔ نہیں! مَیں اپنے نفس میں انتہاء درجہ کا جوش اور درد پاتا ہُوں۔ گو وہ وجہ نامعلوم ہیں کہ کیوں یہ جوش ہے۔ مگر اِس میں ذرا بھی شک نہیں کہ یہ جوش ایسا ہے کہ مَیں رُک نہیں سکتا..... مَیں مخفی تبدیلی نہیں چاہتا۔ نمایاں تبدیلی مطلوب ہے۔ تاکہ مخالف شرمندہ ہوں اور لوگوں کے دِلوں پر یکطرفہ روشنی پڑے اور وُہ نااُمید ہو جاویں کہ یہ مخالف ضلالت میں پڑے ہیں۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بڑے بڑے شریر آکر تائب ہوئے، وہ کیوں؟ اُس عظیم الشّان تبدیلی نے جو صحابہؓ میں ہوئی۔ اور اُن کے واجب التّقلید نمونوں نے اُن کو شرمندہ کیا۔"

عقائدِ صحیحہ اور اعمالِ صالحہ کو بھی مدِّنظر رکھو!

"علاوہ ازیں دو حصّے اَور بھی ہیں جن کو مدِّنظر رکھنا صادق اخلاص مند کا کام ہونا چاہیئے۔ اُن میں سے ایک عقائدِ صحیحہ کا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کمال فضل ہے کہ اُس نے کامل اور مکمّل عقائد کی راہ ہمیں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ بدوں مشقّت و محنت کے دِکھائی ہے۔ وُہ راہ جو آپ لوگوں کو اِس زمانہ میں دِکھائی گئی ہے، بہت سے عالم ابھی تک اُس سے محرُوم ہیں۔ پس خُدا تعالیٰ کے اِس فضل اور نعمت کا شُکر کرو۔ اور وُہ شُکر یہی ہے کہ سچّے دِل سے اُن اعمالِ صالحہ کو بجا لاؤ جو عقائدِ صحیحہ کے بعد دُوسرے حصّہ میں آتے ہیں۔ اور اپنی عملی حالت سے مدد لے کر دُعا مانگو کہ وہ ان عقائدِ صحیحہ پر ثابت قدم رکھے اور اعمالِ صالحہ کی توفیق بخشے۔"

[تقاریر جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء
بحوالہ "انفاسِ قدسیہ"]

ہم خدائے واحد و یگانہ کی ہستی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان پر پختہ ایمان رکھتے ہیں!

ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ قرآن کریم ایک کامل و مکمل کتاب ہے جس کی کوئی آیت یا آیت کا کوئی ٹکڑا ہرگز منسوخ نہیں ہو سکتا

یہ ہے ہمارا ایمان اور ہمارا عقیدہ۔ دُنیا کی ساری طاقتیں مل کر بھی ہم سے ہمارا ایمان اور ہمارا عقیدہ نہیں چھین سکتیں

یہاں سے میرا یہ پیغام لے کر واپس جائیں اور ہر احمدی کو بتائیں کہ وہ اپنے اندر روحِ بلالی پیدا کرے

خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع ۱۹۷۸ء سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پُر معارف و بصیرت افروز اختتامی خطاب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ کے ۳۴ ویں سالانہ اجتماع سے مورخہ ۲۲ اخاء ۱۳۵۷ ہش بمطابق ۲۲ اکتوبر ۱۹۷۸ء کو جو اختتامی خطاب فرمایا تھا اُس کا مکمل متن الفضل مورخہ ۲۵ نومبر ۷۸ء میں شائع ہوا ہے۔ جو افادہ احباب کے لئے ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:- ——— (ایڈیٹر بدر)

حضور نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

آپ احمدیت کی طرف منسوب ہوتے ہیں، خدام الاحمدیہ ہیں۔ ہم سب احمدیت کی طرف منسوب ہوتے ہیں، احمدی ہیں۔ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے ہمارا نام احمدی مسلمان رکھا ہے۔

ہم اسلامی عقائد رکھتے ہیں

بعض لوگوں میں کچھ غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اُن سے میرا تعلق نہیں۔ اپنے عقائد سے میرا تعلق ہے۔ عقائد کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کچھ بیان فرمایا ہے وہ گاہے گاہے احباب جماعت کے سامنے آتا رہتا ہے۔ اسی سلسلہ میں آج میں اپنے، احمدیوں کے، احمدیت کے عقائد کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ میں کوشش کروں گا کہ جہاں تک ممکن ہو سادہ زبان استعمال کروں تاکہ وہ سب اطفال بھی جو اس اجتماع میں شامل ہیں اپنی عقل اور علم کے مطابق احمدیت کے عقائد کو سمجھ سکیں۔ تاہم کچھ باتیں تو ایسی بھی ہوتی ہیں جو بچوں کی سمجھ سے بالا ہوتی ہیں۔ یہی نہیں کہ بعض باتوں کو تو نئے خدام بھی نہیں سمجھ سکتے لیکن میں اپنی طرف سے آسان زبان میں آپ سب کو سمجھانے کی کوشش کروں گا۔

ہم احمدی مسلمان ہیں اور

ایک خدا پر ایمان

رکھتے ہیں۔ وہ خدا جو واحد لاشریک ہے۔ وہ ایک ہے۔ اور اُس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ واحد ہے اپنی ذات میں بھی اور اپنی صفات میں بھی۔ نہ اس کی ذات میں کوئی اس کا شریک ہے اور نہ اُس کی صفات میں اُس کا کوئی شریک ہے۔ وہ بے مثل و مانند ہے۔ وہ یکتا ہے اور اس جیسا اور کوئی نہیں۔ وہ اپنی ذات اور صفات میں منفرد ہے۔ کوئی دوسرا اس کا مثل اور اُس جیسا نہیں ہے۔ وہ ہر قسم کے نقائص، کمزوریوں اور کوتاہیوں سے پاک ہے۔ کوئی نقص اور کمزوری اس کی طرف منسوب نہیں کی جا سکتی۔ اُسے کبھی اونگھ نہیں آتی۔ کیونکہ اونگھنا بھی ایک کمزوری ہے۔ مگر خدا تعالیٰ ہر کمزوری سے منزّہ ہے۔ وہ ایک لمحہ تو کیا، لمحہ کے اربویں حصّہ کے لئے بھی اپنی مخلوق سے بے خبر نہیں ہوتا۔ اُسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند کی ضرورت ہے۔

خدا تعالیٰ خالق ہے

دُنیا کی ہر چیز اُس نے پیدا کی ہے۔ اس لئے وہ ہر چیز کا مالک ہے۔ وہ حیّ ہے اپنی ذات میں وہ زندہ ہے اور اس عالمین کی کوئی چیز اُس کے سہارے کے بغیر زندہ نہیں۔ دُنیا کی کوئی چیز بھی جب تک خدا تعالیٰ جو الحیّ ہے اُسے زندگی عطا نہ کرے زندہ نہیں ہو سکتی۔ اور نہ زندہ رہ سکتی ہے۔ اور نہ اُس کا وجود قائم رہ سکتا ہے۔ ہمارا خدا قیّوم خدا ہے۔ کائنات کے ہر حصّہ کے ساتھ اس کا ذاتی تعلق قائم ہے۔ یعنی یہ کائنات اور اس کی ہر شے ہر آن اور ہر لحظہ اسی سے زندہ اور اُسی کے سہارے قائم ہے۔ وہ بصیر ہے۔ ہر چیز کو دیکھتا ہے مگر انسانوں کی طرح نہیں دیکھتا۔ میرا اور آپ کا دیکھنا دو چیزوں کا محتاج ہے۔ ایک تو ہم اپنی آنکھوں کے محتاج ہیں جو خدا نے ہمیں دی ہیں۔ دوسرے بیرونی روشنی کے محتاج ہیں۔ آنکھوں والے ہوتے ہوئے بھی اگر رات کے وقت ہم مکان کی ساری کھڑکیاں اور دروازے بند کر لیں، کوئی درز باقی نہ رہے اور روشنی کی کوئی شعاع کمرے میں نہ آئے تو ہماری آنکھیں دیکھ نہیں سکتیں۔ آنکھیں ہیں، مگر دیکھ نہیں سکتیں۔ لیکن خدا تعالیٰ دیکھتا ہے۔ بایں ہمہ نہ ظاہری آنکھ کا وہ محتاج ہے اور نہ بیرونی روشنی کا۔ وہ

اپنی ذات میں دیکھنے کی طاقت

رکھتا ہے۔

پھر شنوائی ہے۔ انسان اور دوسرے حیوانات بھی سنتے ہیں۔ مخلوق میں سے جو بھی سنتا ہے اُسے ظاہری طور پر دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ ایک کانوں کی ضرورت ہے۔ اور دوسرے صوتی لہروں کی ضرورت ہے۔ اگر کان ہوں لیکن صوتی لہر نہ ہو۔ یا کان تک نہ پہنچ سکے۔ یا کان کو بند کر دیا جائے اور آواز اُس کے اندر نہ جا سکے تو کان کسی آواز کو سن نہیں سکے گا۔ کان ہیں، لیکن جب اُن کا تعلق صوتی لہر سے قطع کر دیا جائے تو وہ سننا بند کر دیتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ نہ کان کا محتاج ہے نہ صوتی لہروں کا، وہ کسی مادی کان سے سنتا نہیں۔ نہ ہی اُسے سننے کے لئے صوتی لہروں کی ضرورت ہے۔

خدا تعالیٰ ہر ایک چیز کو جانتا ہے

اس کے ظاہر کو بھی جانتا ہے اور اس کے باطن کو بھی جانتا ہے۔ دُنیا کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔ دُنیا کی کسی چیز کا ظاہر اور باطن اُس سے پوشیدہ نہیں۔ مثلاً ہمارا اپنا جو جسم ہے یہ بھی ایک عالمین ہی ہے۔ خدا تعالیٰ نے اسے بڑا عجیب

کارخانہ بنا دیا ہے۔ جسم میں پانی کا اپنا ایک نظام ہے، مٹھاس کا اپنا ایک نظام ہے۔ ہزارہا مختلف نظام ہیں جو جسم کے اندر پائے جاتے ہیں۔ پھر اُن میں باہمی ربط کا انتظام قائم ہے۔ ہم خود اپنے جسم کے غیر متناہی پہلوؤں کا علم نہیں رکھتے مگر خدا تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ خدا تعالیٰ ہر ایک چیز کو جانتا ہے، ہر ایک چیز اُس کے علم میں ہے۔ اور وہ متصرّف بالارادہ ہے۔ جب چاہے۔ اور جو چاہے کر دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ انسان جب اپنی نالائقی کی وجہ سے بیمار ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ نہیں چاہتا کہ اُسے شفاء حاصل ہو تب

خُدا تعالیٰ کے دو ۲ حُکم

اُس کے متعلق جاری ہوتے ہیں۔ اُس کے جسم کے ذرّات پر خُدا تعالیٰ کا یہ حُکم نازل ہوتا ہے کہ وُہ کسی دَوا کا اثر قبول نہ کریں۔ چنانچہ وہ کسی دَوا کا اثر قبول نہیں کرتے۔ دُوسرے ہر دَوا پر خُدا کا حُکم نازل ہوتا ہے کہ وُہ شخص مذکور پر کوئی اثر نہ کرے۔ چنانچہ وہ دَوا استعمال کرتا ہے لیکن دَوا بے اثر ثابت ہوتی ہے۔ پھر خدا تعالیٰ اس مریض کی دُعاؤں کو سُن کر یا کسی اور نیک بندے کی اُس (مریض) کے حق میں دُعا سُن کر اُسے شفا دینے کا فیصلہ کرتا ہے تو دو ۲ نئے حکم نازل کرتا ہے۔ ایک انسانی جسم کے ذرّات کو حکم ہوتا ہے کہ وہ دَوا کے اثرات کو قبول کریں۔ اور دَوا کو حُکم دیتا ہے کہ اس شخص کے جسم کے ذرّات پر اپنا اثر کرو تب وہ صحتیاب ہو جاتا ہے۔ اب وہی دَوا جو مہینہ بھر اور بعض دفعہ دو مہینے یا دو ۲ سال تک اثر نہیں کر رہی ہوتی دُعا کے نتیجہ میں وہ اثر انداز ہوتی ہے اور انسان مُعجزانہ رنگ میں شفا پا جاتا ہے۔ اور اس طرح خدا تعالیٰ کی آیات ظاہر ہوتی ہیں۔ پس نہ صرف یہ کہ خدا تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھتا ہے بلکہ وہ ہر چیز سے تعلق بھی رکھتا ہے۔ اور اس کا تعلق تبدیلی پیدا کرتا ہے ارادہ سے۔ کیونکہ وہ متصرّف بالارادہ ہستی ہے۔

یہ ہمارا خُدا ہے

جس پر ہم احمدی ایمان لاتے ہیں۔ ہمارا خُدا ازلی ابدی خُدا ہے۔ یہ ایک محاورہ ہے جسے ہمیں سمجھانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ یعنی خدا ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اِس کا یہ مطلب نہیں کہ زمانے کے ساتھ اس کا کوئی تعلق ہے۔ زمانہ تو اُس نے پیدا کیا ہے، زمانہ تو اُس کے لئے اسی طرح ہے جس طرح مٹھی کے اندر کوئی چیز بند ہو۔ خدا تعالیٰ کی خُدائی میں زمان و مکان گھرے ہوئے ہیں۔ جہاں زمانہ ختم ہو جاتا ہے وہاں خدا کی خدائی ختم نہیں ہوتی۔ خدا تعالیٰ اپنے وجود، اپنی زندگی، اور اپنی قیوّمیت کے لئے اور اپنی صفات کے اظہار کے لئے کسی زمانے کا محتاج نہیں ہے اور نہ کسی مکان کا محتاج ہے۔ خدا کی ذات و صفات کے متعلق مَیں نے مختصراً اس وقت جو کچھ بیان کیا ہے وُہ قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں بیان کیا ہے۔ ہستی باری تعالیٰ کے متعلق قرآنی تعلیم بہت وسیع اور گہری ہے۔ اس کی گہرائیوں میں جانے کا اِس وقت موقع نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں کئی جگہ اِس مضمون پر روشنی ڈالی ہے جسے سمجھنے کی ہر ایک کو کوشش کرنی چاہیئے۔

پس یہ ہمارا خدا ہے۔ جس کے اندر کوئی نقص اور بُرائی نہیں ہے۔ وہ تمام عیوب سے منزّہ اور

صفاتِ حسنہ سے متّصف

ہے۔ ہم اُس خدا پر ایمان لاتے ہیں۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وُہ تمام صفات جو قرآن کریم میں بیان ہوئی ہیں۔ اور جو کم و بیش سَو کے قریب ہیں ان کے علاوہ بھی فرمایا ہے لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى گویا اللہ تعالےٰ تمام اچھی صفات سے متّصف ہے۔ چنانچہ ہر سوچنے والے آدمی کے ذہن میں یہ بات آ سکتی ہے کہ ہماری دُنیا سے باہر کوئی ایسی دُنیا بھی ہو جہاں ہماری دُنیا میں اللہ تعالیٰ کی جو صفات جلوہ گر ہو رہی ہیں ان کے علاوہ یا ان کے سِوا کوئی اَور صفات بھی ظاہر ہو رہی ہوں تو یہ ممکن ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات اور اُن کے جلوے غیر محدود ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے غیر محدود جلوے ظاہر ہوتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ قرآن کریم نے فرمایا ہے

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ

خدا تعالیٰ کی ہر صفت کا ہر نیا جلوہ پہلے سے مختلف ہوتا ہے اور اس کا ثبوت یہ پنڈال دے رہا ہے جہاں اس وقت سات آٹھ ہزار آدمی بیٹھے ہوئے ہیں لیکن ایک دُوسرے کی شکلیں مختلف ہیں۔ حالانکہ ایک خدا نے سب کو پیدا کیا ہے جب سے آدم پیدا ہوئے اُس وقت سے اب تک بے شمار انسان پیدا ہوئے لیکن کوئی دو ۲ آدمی اپنی شکل میں ایک جیسے نہیں۔ (ٹویوٹا کاریں بنانے والے بعض دفعہ ایک ہی ماڈل کی ہزاروں لاکھوں کاریں بنا دیتے ہیں۔ ایک ہی مشین میں سے اس کی باڈی نکلتی ہیں اس لئے شکل بالکل ایک جیسی ہوتی ہے۔ چنانچہ اس کی MONOTONY (یکسانیت) کو توڑنے کے لئے اُن کے رنگ مختلف کر دیتے ہیں۔ لیکن خدا ایسا نہیں) خدا تعالیٰ کے کام عجیب شان اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اُس کی صفت کا ہر جلوہ

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ

کا مظہر ہوتا ہے۔

مَیں نے شاید پہلے بھی بتایا تھا اب پھر بتا دیتا ہوں۔ ہمارا ایک بڑا ذہین بچہ تھا۔ اُس کو مَیں نے یہی مسئلہ سمجھایا اور بتایا کہ قرآن کریم کی رُو سے اللہ تعالیٰ کی ہر صفت کا ہر جلوہ ایک نئی شان کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے۔ وہ

ایٹم کے بارہ میں مزید ریسرچ

کرنے کے لئے حکومتِ مغربی جرمنی کے وظیفے پر جرمنی گیا تو وہاں اُس نے اپنے پروفیسروں سے کہا کہ وہ اِس موضوع پر ریسرچ کرنا چاہتا ہے کہ تابکاری کا اثر گیہوں پر اَور قسم کا ہے۔ مکّی پر اَور قسم کا ہے۔ اور چاول پر اَور قسم کا۔ اُس کے پروفیسر اُسے کہنے لگے، کیا تم پاگل ہو گئے ہو؟ ہمارے دماغ میں تو کبھی یہ بات نہیں آئی۔ تمہارے دماغ میں کیسے آ گئی۔ اُس نے بعد میں مجھے بتایا کہ آپ نے كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ کے بارہ میں بتایا تھا اس کے مطابق مَیں نے اپنے پروفیسروں سے باتیں کیں۔ بڑی مشکل سے اس موضوع پر ریسرچ کرنے کے لئے اجازت ملی۔ اور جب ریسرچ کی تو یہی نتیجہ نکلا کہ اٹامک انرجی کا اثر گیہوں پر اَور رنگ میں ظاہر ہوتا ہے اور مکّی پر اَور رنگ میں ظاہر ہوتا ہے اور چاول پر اَور رنگ میں ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ اُس کی اس ریسرچ پر اُس کے جرمن پروفیسر بڑے حیران ہوئے۔ یہ تو قرآن کریم کی تعلیم کی برکت تھی۔ مَیں تو ایک واسطہ بن گیا قرآن کریم کی تعلیم سکھانے کا اللہ تعالےٰ کے فضل سے۔

غرض وہ کامل صفتوں کا مالک خُدا ہے جس پر ہم احمدی ایمان لاتے ہیں۔ اَور کوئی چیز اُس کے سامنے اَن ہونی نہیں۔ ایک دفعہ مجھے

ایک دوست کا دُعا کے لئے خط

ملا جس میں اُس نے اپنے حالات کچھ اِس طرح بیان کئے ہوئے تھے کہ بظاہر یہ توقع نہیں کی جا سکتی تھی کہ اُس کا کام ہو جائے گا۔ لیکن اُس نے لکھا کہ دُعا سے دِل تسلّی پکڑتا ہے اس لئے مَیں دُعا کے لئے آپ کو لکھ رہا ہوں۔ مَیں نے اُس کا خط پڑھا اور قریب تھا کہ مَیں یہ لکھ دیتا کہ پھر خدا کی رضا پر راضی رہو اُس وقت خدا تعالےٰ نے اپنے پیار سے مجھے جھنجھوڑا۔ اور مجھے یہ کہا، کیا تم احمدیوں کو یہ سبق دینا چاہتے ہو کہ انسان کی زندگی میں کوئی ایسا موقع بھی آتا ہے جب خدا تعالیٰ بھی اُس کی مدد نہیں کر سکتا۔ چنانچہ میں کانپ اُٹھا کہ یہ مَیں کیا غلطی کرنے لگا تھا۔ اور مَیں نے اپنے ہاتھ سے لکھا، خدا تعالیٰ سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ وُہ ہر چیز پر قادر ہے۔ چنانچہ جس بات کی ہزار میں سے ایک کی بھی اُمید نہ تھی دس پندرہ دن کے بعد اُس کا خط آیا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے میرا کام ہو گیا ہے۔

۷۴ء میں جماعتِ احمدیہ نے بڑی تکلیف کے دِن گزارے۔

ساری جماعت کا درد

مجھے بھی اُٹھانا پڑتا ہے۔ جماعت میں سے جس دوست کو بھی تکلیف پہنچتی ہے وہ تو اس کے لئے بڑے دُکھ درد کا موجب ہوتی ہی ہے لیکن مَیں اپنی جگہ بڑی پریشانی میں

وقت گزارتا ہوں۔ چنانچہ ۷۴ء میں بھی بڑی پریشانی رہی۔ بڑی دُعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اُس وقت جو جو باتیں بتائی تھیں اُن پر ابھی اڑھائی تین سال نہیں گزرے تھے کہ وہ باتیں پُوری ہوگئیں، الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

اِسلام نے ہمیں یہ تعلیم بھی دی ہے کہ خدا تعالیٰ وُہ ہستی ہے جس نے ہمیں وہ تمام صلاحیتیں اور استعدادیں دے دی ہیں جن کو ہم صحیح طریق پر استعمال میں لاکر خدا کا قُرب اور اُس کا پیار حاصِل کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ

(الجاثیہ : ۱۴)

یہ سارا عالمین جس کے کناروں تک انسان کی دُوربینیں بھی نہیں پہنچ سکتیں اس میں ہر چیز کو انسان کی خدمت پر لگا دیا ہے تاکہ وہ اپنی خدا داد صلاحیتوں سے کما حقہٗ فائدہ اُٹھاتے ہوئے خُدا کی رضا کو حاصِل کرے اور اُس کا مقرّب بندہ بن سکے۔

پس خدا تعالیٰ بڑا احسان کرنے والا ہے۔ وہ ہمارا بڑا پیارا ربّ ہے اُس کا پیار حاصِل کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی

ذات وصفات کی معرفت

ضروری ہے۔ اس کے بغیر انسان کے دل میں خدا تعالیٰ کا پیار پیدا نہیں ہوتا۔ غرض الٰہی صفات کی معرفت کے ساتھ وابستہ ہے اُس کی محبّت، اور یہ خوف کہ خدا اتنی عظیم ہستی ہے جس نے اپنے پیار کو ہم پر ظاہر فرمایا۔ وہ کہیں ہم سے ناراض نہ ہو جائے۔ جب انسان کے اندر یہ احساس اور محبّت پیدا ہو جاتی ہے تو پھر یہ محبّتِ ذاتی بن جاتی ہے۔ محبّتِ ذاتی شروع ہوتی ہے اس بات کے احساس سے کہ خدا تعالیٰ بہت احسان کرتا ہے۔ اور انتہا ہوتی ہے اِس معرفت پر کہ خدا تعالیٰ حسن واحسان میں یکتا ہے۔ خدا کی محبّت میں انسان ہر دوسری چیز کو بھُول جاتا ہے حتیٰ کہ اس کا اپنا وجود بھی گُم ہو جاتا ہے۔ بالفاظِ دیگر انسان خدا تعالےٰ کی محبّت میں فنا ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبّتِ ذاتی کیا ہے؟ اس کے متعلق مَیں

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا ایک اقتباس

پڑھتا ہُوں۔ اسلام اور قرآن کریم کی جو شریعت ہمیں ملی ہے اس پر عمل کرنے کے نتیجہ میں ہمیں کیا کچھ ملتا ہے؟ اِس ضمن میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

”ازاںجملہ ایک مقامِ محبّتِ ذاتی کا ہے جس پر قرآن شریف کے کامِل متّبعین کو قائم کیا جاتا ہے۔ اور اُن کے رگ و ریشہ میں اس قدر محبّتِ الٰہیہّ تاثیر کر جاتی ہے کہ اُن کے وجُود کی حقیقت بلکہ اُن کی جان کی جان ہو جاتی ہے۔ اور محبوبِ حقیقی سے ایک عجیب طرح کا پیار اُن کے دلوں میں جوش مارتا ہے۔ اور ایک خارقِ عادت اُنس اور شوق اُن کے قلوبِ صافیہ پر مستولی ہو جاتا ہے کہ جو غیر سے بکلّی منقطع ... کر دیتا ہے۔ اور آتشِ عشقِ الٰہی ایسی افروختہ ہوتی ہے کہ جو ہم صُحبت لوگوں کو اوقاتِ خاصّہ میں بدیہی طور پر مشہُود اور محسوس ہوتی ہے۔ بلکہ اگر محبانِ صادق اِس جوشِ محبّت کو کسی حیلہ اور تدبیر سے پوشیدہ رکھنا بھی چاہیں تو یہ اُن کے لئے غیر ممکن ہو جاتا ہے۔ جیسے عشّاقِ مجازی کے لئے بھی یہ بات غیر ممکن ہے کہ وُہ اپنے محبُوب کی محبّت کو جس کے دیکھنے کے لئے دِن رات مرتے ہیں، اپنے رفیقوں اور ہم صُحبتوں سے چُھپائے رکھیں۔ بلکہ وہ عشق جو اُن کے کلام اور اُن کی صورت اور اُن کی آنکھ اور اُن کی وضع اور اُن کی فطرت میں گھُس گیا ہے۔ اور اُن کے بال بال سے مترشح ہو رہا ہے وہ اُن کے چھُپانے سے ہرگز چھُپ ہی نہیں سکتا۔ اور ہزار چھُپائیں کوئی نہ کوئی نشان اُس کا نمودار ہو جاتا ہے۔ اور سب سے بزرگ تر اُن کے صدقِ قدم کا نشان یہ ہے کہ وہ اپنے محبوبِ حقیقی کو ہر ایک چیز پر اختیار کر لیتے ہیں۔ اور اگر آلام اس کی طرف سے پہنچیں تو محبتِ ذاتی کے غلبہ سے برنگِ انعام اُن کو مشاہدہ کرتے ہیں اور عذاب کو شربتِ عذب کی طرح سمجھتے ہیں۔ کسی تلوار کی تیز دھار اُن میں اور اُن کے محبوب میں جُدائی نہیں ڈال سکتی۔ اور کوئی بلیّہ عظمٰی اُن کو اپنے اس پیارے کی یادداشت سے روک نہیں سکتی۔ اُسی کو اپنی جان سمجھتے ہیں اور اُسی کی محبّت میں لذات پاتے اور اُسی کی ہستی کو ہستی خیال کرتے ہیں۔ اور اُسی کے ذکر کو اپنی زندگی کا ماحصل قرار دیتے ہیں۔ اگر چاہتے ہیں تو اُسی کو، اگر آرام پاتے ہیں تو اُسی سے۔ تمام عالم میں اُسی کو رکھتے ہیں اور اُسی کے ہو رہتے ہیں۔ اُسی کے لئے جیتے ہیں اُسی کے لئے مرتے ہیں۔ عالم میں رہ کر پھر بے عالم ہیں۔ اور باخود ہو کر پھر بے خُود ہیں۔ نہ عزّت سے کام رکھتے ہیں نہ نام سے۔ نہ اپنی جان سے نہ اپنے آرام سے بلکہ سب کچھ ایک کے لئے کھو بیٹھتے ہیں۔ اور ایک کے پانے کے لئے سب کچھ دے ڈالتے ہیں۔ لَا یُدرَک آتش سے جلتے جاتے ہیں۔ اور کچھ بیان نہیں کر سکتے کہ کیوں جلتے ہیں۔ اور تفہیم اور تفہّم سے صُمٌّ بُکمٌ ہوتے ہیں۔ اور ہر یک مصیبت اور ہر یک رُسوائی کے سہنے کو تیّار رہتے ہیں۔ اور اُس سے لذت پاتے ہیں۔“

(براہینِ احمدیہ صـ۵۲۹، صـ۵۴۰ حاشیہ در حاشیہ ۳
بحوالہ رُوحانی خزائن ۱ جلد اوّل)

ایک مُسلمان جو

قرآنی تعلیم پر عمل

کرتا ہے اور اس کو سمجھ کر اور اللہ تعالیٰ کی محبّت میں فنا ہو کر الٰہی محبّت حاصِل کرتا ہے اس کے دِل میں اس حد تک اللہ تعالیٰ کی ذاتی محبّت پیدا ہوتی ہے، جس کا اِس حوالہ میں ذکر کیا گیا ہے۔

خدا تعالیٰ نے اپنی ایک یہ صفت اور عادت بھی بیان فرمائی ہے کہ جب وُہ اپنے کسی بندے سے پیار کرتا ہے تو اُس پیار کا اظہار بھی کرتا ہے۔ اس لئے جہاں تک اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم کی سمجھ عطا فرمائی اور محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اِرشادات کو سمجھنے کی توفیق بخشی ہے اس سے ہم اِس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کے پیار کی آواز اور اس کا اظہار جو مختلف طریقوں سے ہوتا ہے اس کا دروازہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور

محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی قوّتِ قُدسیّہ

کے نتیجہ میں قیامت تک کھُلا ہے۔ یہ ہمارا ایمان ہے۔ مَیں اپنے ایمان کے متعلق باتیں کر رہا ہوں۔ یہ احمدیوں کا ایمان ہے کہ یہ دروازہ کبھی بند نہیں ہو سکتا۔ اِسی لئے مَیں نے کئی جگہ احمدیوں سے پُوچھا کہ بتاؤ تم نے سچّی خوابیں دیکھیں تو مجھے کوئی ایسا احمدی نہیں ملا، یا احمدیوں کا کوئی ایسا گھرانہ نہیں پایا جس نے کسی نہ کسی رنگ میں خدا تعالےٰ کی محبّت کو حاصِل نہ کیا ہو۔ اور اُس کے پیار کا مشاہدہ نہ کیا ہو۔

پس یہ ہے ہمارا خُدا جو اپنی ذات میں اکیلا ہے جس نے نہ کسی کو جَنا اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور کوئی اُس کا کفُو نہیں۔ وُہ حیّ ہے۔ وُہ قیّوم ہے۔ نہ اُسے اُونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ وہ بصیر ہے، وہ سمیع ہے، وہ علیم ہے، وُہ خبیر ہے، وُہ قدُّوس ہے، وہ عزیز ہے، وہ خالق ہے، وُہ مالک ہے، وہ حاکم ہے۔ اِس معنی میں کہ اَلْحُكْمُ لِلّٰه۔ اِس دُنیا میں حکم اُسی کا چلتا ہے۔

وُہ متصرّف بالارادہ ہے

یہودیوں کے بعض فرقے کہتے ہیں خدا نے دُنیا کو پیدا کیا اور علیحدہ ہو کر بیٹھ گیا۔ وہ کہتے ہیں خُدا ایک عظیم ہستی ہے اور انسان ایک عاجز بندہ۔ پھر اس کے ساتھ تعلق کیوں رکھے۔ ہمارا خدا ایسا خدا نہیں ہے۔ تعلق کیوں رکھے کا سوال تو شاید ٹھیک ہو سکتا ہے لیکن اُس نے جواب دیا اور کہا ہے کہ مَیں تعلق رکھتا

ہوں۔ یہ اُس کی شان ہے۔ اس لئے جیسا کہ یہودیوں کے بعض فرقے کہتے ہیں وہ IMPERSONAL GOD یعنی مخلوق سے لاتعلق خدا نہیں ہے۔ بلکہ PERSONAL GOD یعنی مخلوق سے ذاتی تعلق رکھنے والا ہمارا خدا ہے۔ مثلاً جب مجھے کوئی تکلیف پہنچتی ہے یا آپ کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے یا کوئی ضرورت آپڑتی ہے تو ہم جانتے ہیں کہ ہمارے لئے صرف ایک ہی در کھلا ہے۔ اور وُہ

ہمارے پیارے ربِّ کریم کا در

ہے۔ پس ہمیں کسی اَور کے آگے ہاتھ پھیلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم ہر آن اُس خدا کے حضور جھکتے ہیں جو بڑی شان کا مالک ہے۔ تمام صفاتِ حسنہ سے متّصف ہے، ہر قسم کے عیوب اور کمزوریوں سے مبرّا اور ہر قسم کے شرک سے منزّہ ہے۔ خُدا بولتا ہے، دُعاؤں کو سُنتا ہے اور جب پیار کرنے پر آتا ہے تو اپنے پیارے بندوں کے لئے ایک دُنیا کو ہلاکر رکھ دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے فرمایا ہے، اَے خدا یہ تو ٹھیک ہے کہ تُو نے یہ کہا ہے کہ جو تیرا ہو جائے ہر دو جہان اُس کے ہو جاتے ہیں۔ لیکن جہاں تک ہمارے دِل کی کیفیت کا سوال ہے وہ تو یہ ہے کہ جسے تُو مل جائے اُس نے ہر دو جہان کو لے کر کیا کرنا ہے۔ جب تیرا پیار مل گیا تو گویا سب کچھ مل گیا۔

پس

ہمارا پہلا بُنیادی عقیدہ

یہ ہے کہ ہم خدائے واحد و یگانہ کے پرستار ہیں۔ ہم اُسی کی عبادت کرتے ہیں ہم اُس کے عبد ہیں اور عبودیّت کے تقاضے پُورے کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ عبودیّت کا ایک تقاضا یہ ہے کہ قرآن کریم نے ہمیں کہا ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر بننے کی کوشش کریں۔ اور چونکہ یہ ایک ایسا فقرہ تھا جسے سمجھنا مشکل تھا اِس لئے ہمیں یہ بتایا گیا کہ محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم خدا تعالیٰ کی صفات کے مظہرِ اتم ہیں۔ اور یہ

ہمارا دُوسرا بنیادی عقیدہ

ہے۔ ہم دِل سے یقین کرتے ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم خدا کے نہایت ہی پیارے رسُول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ آپؐ افضل الرُّسُل ہیں۔ ہمارا اِس بات پر بھی پختہ یقین ہے کہ آپؐ کے متعلق یہ جو کہا گیا ہے

لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ

یہ بالکل درست اور سچ ہے۔ کیونکہ اگر محمدؐ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کا وجود منصوبۂ باری تعالیٰ میں نہ ہوتا تو اِس کائنات کو بھی پیدا نہ کیا جاتا۔ ہم اِس بات پر بھی پختہ یقین رکھتے ہیں کہ آدم سے لے کر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بعثت تک جتنے انبیاء، صُلحاء، اولیاء، قطب اور بزرگ گزرے ہیں۔ سب نے آپؐ سے فیض لیا ہے۔ لیکن آپؐ پر کسی کا احسان نہیں ہے۔ ہر ایک کا ہاتھ آپؐ کے سامنے بڑھا۔ اور آپؐ نے اس ہاتھ پر کچھ رکھا۔ لیکن آپؐ کا ہاتھ کسی کے سامنے نہیں بڑھا۔ اور کسی اَور سے کچھ وصول نہیں کیا۔

جیسا کہ مَیں نے ابھی بتایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم

تخلیقِ کائنات کا اصل سبب

ہیں۔ علاوہ ازیں ایک حدیثِ نبویؐ ہے جو حدیث کی مشہور کتاب مُسند احمد بن حنبل میں درج ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل ایک فقہی مسلک کے بانی ہیں جسے حنبلی فقہ کہا جاتا ہے۔ آپ بڑے پایہ کے بزرگ ہیں۔ آپ نے اپنی مُسند میں یہ حدیث بیان کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ مَیں اُس وقت خاتم الانبیاء تھا کہ ابھی آدم کا وجود بھی دُنیا میں نہیں تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک لاکھ بیس ہزار یا کچھ زیادہ یا جتنے بھی انبیاء کہہ لیں جو آدم کی نسل میں پیدا ہوئے وہ سارے کے سارے محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے خاتم الانبیاء کے مقام پر فائز ہونے کے بعد آئے۔ یہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم بعثت کے وقت خاتم الانبیاء بنائے گئے تھے اور آپؐ سے پہلے جو نبی تھے وہ تو گزر گئے اور اُن کا آپؐ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم آدم سے پہلے اور ایک لاکھ بیس ہزار انبیاء سے بھی پہلے خاتم الانبیاء تھے۔ یہ کوئی فلسفیانہ بحث نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک حقیقت ہے یہ کوئی تھیوری نہیں ہے جو آئندہ کے لئے پیش کی جاتی ہے۔ یا کوئی INVENTION (ایجاد) نہیں ہے کہ جس میں تبدیلی ممکن ہو۔ مثلاً موٹروں، ہوائی جہازوں، مشینوں اور دواؤں کے اندر ترمیم اور تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ یہ اس قسم کی کوئی چیز نہیں ہے بلکہ یہ

ایک حقیقتِ کائنات

ہے۔ جس طرح خدا تعالیٰ کی وحدانیت بُنیاد ہے اس کائنات کی اسی طرح یہ بھی آدم کے ساتھ تعلق رکھنے والی جو دُنیا ہے اس کی بنیادی حقیقت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم اور آپؐ کا خاتم الانبیاء ہونا ہے۔

حضرت نبیٔ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر قرآن کریم نازل ہوا۔ یہ ایک کامل اور مکمّل کتاب ہے۔ اس میں وُہ تمام صداقتیں پائی جاتی ہیں جو پہلی شریعتوں کے اندر موجود ہیں۔ تو کیا کوئی آدمی یہ سوچ سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کو پہلی شرائع کا محتاج بنایا ہے؟ یعنی کچھ تورات سے لے لیا اور کچھ لے لیا کسی اَور شریعت سے۔ گویا جتنی شریعتیں آچکی تھیں اُن میں سے تھوڑا تھوڑا لے کر قرآن کریم بنا لیا۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ اور نہ ہی

فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ

کے یہ معنے ہیں۔ چونکہ زمانہ کے لحاظ سے قرآن کریم کا نزول پیچھے ہوا اس لئے انسانی عقل یا مَیں کہوں گا سارے اِنسانوں کی عقل اس حقیقت تک نہیں پہنچی تھی اس لئے کہا گیا

فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ

خود قرآن کریم نے اس کے کچھ اَور معنے کئے ہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ اُس نے ماقبل شرائع سے لے کر اپنے اندر یہ صداقتیں نہیں رکھیں بلکہ اُن شرائع کے اندر قرآن کریم سے لے لے کر صداقتیں رکھی گئی تھیں۔ چنانچہ اسی حقیقت کی طرف سُورہ آلِ عمران کی ۲۴ ویں آیت اشارہ کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

أُوْتُوْا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتٰبِ

پھر اسی آیت میں آتا ہے کہ جب اُن کو ام الکتاب کی طرف بُلایا جاتا ہے تو وہ اعراض کرتے ہیں۔ یہودیوں کی اپنی کتاب یعنی موسوی شریعت میں

قرآن کریم کی صداقتوں کا ایک حصّہ

رکھا گیا اور اس پر وُہ فخر کرنے لگ گئے۔ لیکن جس کامل کتاب کا وہ حصّہ تھا جب اس کی طرف اُن کو بُلایا جاتا ہے تو وُہ اعراض کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ تو بڑی نامعقول بات ہے کہ جو چھوٹا سا حصّہ قرآن کریم کا تھا اُس پر وہ (یہودی) ناز کرنے لگ گئے۔ اور جب کامل اور مکمّل قرآن اُن کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے اس سے مُنہ پھیر لیا یہ کہتے ہوئے کہ انہیں اس کی ضرورت نہیں۔ اگر اس کامل کتاب کی انہیں ضرورت نہیں تو أُوْتُوْا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتٰبِ کی رُو سے انہیں اس کا جو حصّہ ملا اس کی بھی پھر انہیں ضرورت نہیں رہتی۔

پس اگرچہ عام اِنسانوں کو سمجھانے کے لئے قرآن کریم نے اس قسم کے محاورے استعمال کئے ہیں لیکن اصل حقیقت کو ظاہر کرنے کے لئے جو باتیں بیان کرنی چاہیئے تھیں وہ خود قرآن کریم کے اندر موجود ہیں۔ قرآن کریم اپنی تفسیر اور اپنی عظمت اور شان کے اظہار کے لئے کسی کا محتاج نہیں ہے۔

وہ خود اپنی تفسیر کرتا ہے

اور اپنی عظمت اور شان کو ظاہر کرتا ہے۔ چنانچہ جیسا کہ مَیں نے ابھی بتایا ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے متعلق فرمایا:-

فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ

دوسری طرف فرمایا:-

اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتٰبِ

یعنی اہلِ کتاب کی کتب مقدسہ میں قرآن کریم کا ہی ایک حصّہ موجود ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کی تشریح میں بہت سی مثالیں دی ہیں۔ ایک مثال آپ نے یہ دی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قرآن کریم کی تعلیم کا یہ حصّہ دیا گیا:-

جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے وقت یہود کی حالت بڑی کمزور تھی۔ وہ بزدل ہو گئے تھے۔ اُن کی گردنیں جھکی رہتی تھیں اس لئے اُن کو اُبھارنے کا سوال تھا۔ چنانچہ اُن کو یہ حکم دیا کہ

جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا

تاہم یہ ایک عارضی نظام تھا۔ مستقل نظام تو قرآنی شریعت نے بنی نوع انسان کو دیا ہے۔ پھر جب یہود کی حالت بدل گئی تو وہ بڑے AGGRESSIVE بن گئے یعنی ہر وقت آمادۂ پیکار بن کر دُوسری انتہا پر چلے گئے تو اُس وقت

حضرت مسیح علیہ السلام کی بعثت

ہوئی۔ آپ نے قرآنی تعلیم کے دُوسرے حصّے یعنی فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ پر زور دیا جس کا عملی نمونہ ایک گال پر تھپڑ کھا کر دُوسرا بھی آگے کر دینے کی صُورت میں ظاہر ہُوا۔ گویا یہ تعلیم بھی بگڑ گئی۔ اور عیسائیت دُوسری انتہا پر چلی گئی۔ ان دونوں کو ملادیں تو وہ بہرحال قرآن کریم کی صداقت بن جاتی ہے۔

پس ہمارا یہ ایمان ہے کہ محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آدم کی پیدائش سے بھی پہلے خاتم الانبیاء تھے۔ اور ہمارا یہ ایمان ہے کہ تمام انبیاء اور صلحاء اور اولیاء اور بزرگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گزرے ہیں اُنہوں نے تمام رُوحانی برکات آپؐ ہی کے طفیل حاصِل کی ہیں۔ بالواسطہ حاصِل کیں۔ یعنی یہودیوں نے جو تورات پر ایمان لائے اور اُن میں سے جس حصّے نے خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصِل کیا وہ بواسطہ موسیٰ حاصِل کیا۔ لیکن قرآن کریم ہی کی تعلیم کے ایک حصّے سے برکت حاصِل کی۔ اور جو عیسائیت پر بعثتِ نبویؐ تک۔۔۔ کا زمانہ گزرا اس میں خدا سے پیار کرنے والے بہت سے بزرگ پیدا ہوئے۔ انہوں نے خُدا کے پیار کو حاصِل کیا۔

اس کی رحمتوں کا نزول

ہُوا جتنا بھی ہُوا وہ بہرحال قرآن کریم کے ایک حصّے کی برکت سے ہُوا گو یہ برکت بواسطہ مسیحؑ ملی۔ لیکن دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ملی۔ یہ ہے حقیقت ہمارے نزدیک ہمارے آدمؑ کے سلسلۂ انبیاءؑ کی!۔

پس ہمارا پہلا ایمان ہے خُدا سے واحد و یگانہ پر جو صفاتِ حسنہ سے متّصف ہے۔ جس کے اسماء الحُسنیٰ ہیں، جس میں کوئی بُرائی اور کمی اور نقص اور عیب نہیں پایا جاتا۔ اور وہ ازل سے ہے اور ابد تک ہے۔ اُس نے کائنات پیدا کی جو بہت ہی وسیع ہے۔ جس میں خدا تعالیٰ کی عظیم شان نظر آتی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے یہ اعلان کیا:-

اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِزِیْنَۃِ نِ الْکَوَاکِبِ ۝ (الصّٰفّٰت: ۷)

بعض دفعہ کوئی آدمی شیطان کا چیلہ بن کر استکبار کرتا ہے۔ لیکن اس کی حیثیت یہ ہے کہ وہ پہلے آسمان کے ستاروں کی کُنہ تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اِس وقت تک بڑی SOPHISTICATED دُوربینیں ایجاد ہو چکی ہیں۔ لیکن اُن کے ذریعے بھی انسان ستاروں کے کناروں کو معلوم نہیں کر سکا۔ اِس قسم کی

ریسرچ کرنے والوں کے نزدیک

ابھی تو انہوں نے کناروں کو صرف کُریدا ہے۔ پنجابی میں اسے کہتے ہیں تھوڑا سا "پھوریا" ہے۔ قرآن کریم نے سات آسمانوں کا ذکر کیا ہے جن میں سے پہلے آسمان کے ستاروں کے متعلق انسانی معلومات کا یہ حال ہے کہ ابھی تو انسان نے اُسے صرف "پھوریا" ہے۔ اور فخر کرنے لگ گیا ہے۔ ابھی تو اس کے پرے چھ اور آسمان باقی ہیں۔ پھر ہم اُس خدا پر ایمان لاتے ہیں۔

جو اپنے پیارے بندوں کی حفاظت کرتا ہے اور اس کے پیارے بندے اُس کی راہ میں جان دینے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔

اسی طرح ہم اِس بات پر بھی ایمان لاتے ہیں کہ محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا کے محسنِ اعظم ہیں۔ آپؐ انسانیت کے محسن ہیں۔ اس لئے کہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے آپؐ نے آدمؑ پر بھی احسان کیا۔ قرآن کریم کی شریعت میں سے تمدّن کا ایک حصّہ اُن کو دیا گیا۔ پھر اس سلسلہ میں حضرت نوح علیہ السلام آگئے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام آگئے۔ علیٰ ہٰذا القیاس ایک لاکھ بیس یا چوبیس ہزار انبیاء گزرے ہیں۔ اور ان میں پتہ نہیں کتنے نبی ایسے بھی تھے جن پر شریعتیں نازل ہوئیں۔ مگر ان میں سے اکثر شریعتوں کو خدا کی حکمت کاملہ کے ماتحت یاد رکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ کیونکہ جس انسانِ کامل کے لئے خُدا نے دُنیا پیدا کی تھی وہ مبعوث ہو گیا۔ قرآن کریم انسان کے ہاتھ میں دے دیا گیا۔ یہ بڑی عجیب کتاب ہے۔ علوم سے بھری ہوئی اور برکات سے معمور۔ غرض ہمارا یہ

ایمان اور پُختہ عقیدہ

ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم افضل الرُسل ہیں۔ آپؐ سب سے بڑے رسُول ہیں۔ خُدا تعالیٰ کے سب سے زیادہ محبُوب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جتنا پیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہے اُتنا پیار کسی اور نبی اور انسان سے نہیں کیا۔ آپؐ فخرِ رُسل ہیں۔ آدمؑ سے لے کر سب انبیاءؑ کے بھی آپؐ محسن ہیں۔ آپؐ کا وجود آدمؑ سے لے کر قیامت تک کے ہر انسان کے لئے مجسّم احسان ہے۔ آج یورپ بھی آپؐ کے حُسن و احسان کا محتاج ہے۔ اہلِ یورپ کے دِل میں آہستہ آہستہ یہ احساس پیدا ہو رہا ہے کہ محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیض سے مستفیض ہو کر لوگ آئیں اور اُن کے مسائل حل کریں اور انشاء اللہ العزیز احباب جماعت وہاں جائیں گے اپنی رُوحانی قوّتوں کے ساتھ۔ اور اُن کے مسائل کو بھی حل کریں گے۔

پس ہم محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمتِ شان پر پُختہ ایمان رکھتے ہیں۔ اور ہم دِل سے یہ یقین رکھتے ہیں کہ:-

اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

یہ ایک

صداقت اور حقیقت

ہے کہ جس نے خدا کا پیار حاصِل کرنا ہو اُسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنی پڑے گی۔ آپؐ کو چھوڑ کر کوئی بلند روحانی رُتبہ تو کیا کوئی شخص خدا کا عام پیار بھی حاصِل نہیں کر سکتا۔ آپؐ خدا تعالیٰ کے اتنے پیارے اور محبُوب ہیں کہ آپؐ کے مقابلے پر کھڑے ہونے کی کوئی جرأت نہیں کر سکتا۔ سِوائے شیطانِ لعین کے۔

پھر قرآن کریم پر بھی ہم ایمان رکھتے ہیں۔ اس کی صداقت کے متعلق کچھ باتیں میں نے بیان کر دی ہیں۔ یہ مضمون بہت وسیع ہے۔ میں نے اسے مختصر کرنے کی کوشش کی ہے۔ قرآن کریم اتنی عظیم کتاب ہے کہ اس میں انسان کی تمام ضروریات کا حل موجود ہے، علمی لحاظ سے بھی اور عمل کر کے فائدہ اُٹھانے کے لحاظ سے بھی قرآن کریم کی تعلیم پر عمل پیرا ہو کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا جو فیضان جاری کیا ہے اس کے نتیجہ میں انسان خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصِل کر لیتا ہے۔ پھر دُنیوی لحاظ سے میں نے خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے دُنیا کے چوٹی کے دانشوروں میں سے بعض کے ساتھ باتیں کی ہیں۔ اور ہر ایک کو اس بات کا قائل کیا ہے کہ تمہارے علم کے متعلق بھی قرآن کریم ہمیں بنیادی حقیقت بتاتا ہے۔ جسے بعض دفعہ تم خود بھول جاتے ہو۔ مثلاً

کیمسٹری (کیمیا) کا علم

ہے۔ میں اس مضمون کا گریجوایٹ نہیں۔ نہ میں نے سکول میں کیمسٹری پڑھی ہے اور نہ کالج میں۔ لیکن ابھی پچھلے دنوں ایک انگریزی طالب علم سے میری ملاقات ہوئی جو کیمسٹری میں پی ایچ۔ ڈی کر رہا ہے۔ اُس کو میں نے کیمیا کے متعلق بتانا

شروع کیا اور جب یہ کہا کہ میں نے کیمیا کے متعلق قرآن کریم سے سیکھا ہے تو وہ حیران ہو کر میرا منہ دیکھنے لگا۔ کیونکہ وہ حقیقتیں جو مختلف علوم کے اساتذہ کو معلوم نہیں وہ قرآن کریم ہمیں سکھاتا ہے۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن کریم بڑی عظیم کتاب ہے۔ اور بڑی برکتوں والی کتاب ہے۔ احباب جماعت کو چاہیئے کہ وہ اس پر غور کیا کریں اور دعا کیا کریں۔ کیونکہ جب خدا تعالیٰ ہمیں دُنیا کا ہادی بنانا چاہتا ہے تو ہمارے لئے یہ انتہائی ضروری ہے کہ ہم ہمیشہ دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں قرآن کریم کی ہدایت اور روشنی اور نور بھی عطا فرمائے۔ اس کے بغیر تو جماعت احمدیہ دُنیا کو ہدایت نہیں دے سکتی۔

پس جیسا کہ میں نے بتایا ہے ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن کریم ایک

کامل اور مکمل کتاب

ہے۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اس کی کوئی آیت یا آیت کا کوئی ٹکڑا منسُوخ نہیں ہو سکتا ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اس کا کوئی لفظ منسُوخ نہیں ہو سکتا۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اس کے کسی لفظ کا کوئی حرف منسُوخ نہیں ہو سکتا۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن کریم کی کوئی زیر، زبر اور پیش بدلی نہیں جا سکتی۔ اور قرآن کریم کی تعلیم میں کسی قسم کا تغیّر اور تبدّل نہیں کیا جا سکتا۔ بعض نادان لوگ یہ کہہ دیا کرتے ہیں، چودہ سَو سال پہلے کی کتاب ہے آج کے مسائل کو کیسے حل کرے گی۔ خود میرے سامنے ہر قسم کے لوگ بات کرتے ہیں۔ چودہ سَو سال پہلے نازل ہونے والی کتاب آج کے زمانہ کے مسائل کو بھلا کیسے حل کر سکتی ہے؟ مَیں ایسے لوگوں سے کہا کرتا ہُوں کہ چودہ سَو سال پہلے جس خدا نے اس کتاب کو نازل کیا تھا وہ آج کے مسائل بھی جانتا تھا اس لئے یہ

آج کے مسائل

کو حل کر سکتی ہے۔ اور کیسے حل کرے گی یہ تو ایک فلسفہ ہے۔ رہی حقیقت تو تم کوئی مسئلہ پیش کر دو مَیں اُسے قرآن کریم سے حل کر کے بتا دیتا ہُوں۔ کیونکہ اس کے اندر علوم کے عظیم دریا بہہ رہے ہیں۔

پس ہمارا یہ ایمان ہے کہ قرآن کریم بڑی عظمتوں والی کتاب ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں سات سَو کے قریب احکام پائے جاتے ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک تمہارے ساتھ بحث کرے گا مرنے کے بعد کہ تم نے مجھ پر عمل کیا تھا یا نہیں۔ گویا ہم سارے قرآن کریم پر عمل کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ یہ نہیں کہتے کہ جی شراب تو گرم ملکوں کے لئے حرام ہوئی تھی۔ ہم ٹھنڈے ملکوں کے رہنے والے پی لیا کریں گے۔ وہ خدا جس نے زمین کو پیدا کیا ہے کیا وہ ٹھنڈے اور گرم علاقوں سے واقفیت نہیں رکھتا تھا؟ یہ تم آج بتا رہے ہو۔ غرض قرآن کریم کا ہر حکم قابلِ عمل ہے۔ اس لئے مَیں تمہیں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ واپس جا کر اپنی بیویوں کو بھی سمجھاؤ کہ وُہ پردہ کیا کریں۔ قرآن کریم نے پردہ کا حُکم دیا ہے۔ انہیں بہرحال پردہ کرنا پڑے گا یا وہ جماعت کو چھوڑ دیں کیونکہ

ہماری جماعت کا یہ موقف ہے

کہ قرآن کریم کے کسی حُکم سے تمسخر نہیں کرنے دیا جائے گا۔ نہ زبان سے اور نہ عمل سے۔ اِسی پر دُنیا کی ہدایت اور حفاظت کا انحصار ہے۔ اِسی میں دُنیا کی بھلائی کا راز مُضمر ہے۔ اور اِسی پر ہماری ترقی اور خدا تعالیٰ کے پیار کے حصول کا دار و مدار ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے شروع زمانہ میں آپ کے ماننے والوں کو بڑا دُکھ دیا گیا۔ اس دُکھ اور درد کی ایک لمبی داستان ہے۔ اُس کو تو مَیں اس وقت دُہرا نہیں سکتا۔ مَیں صرف ایک مثال لیتا ہُوں۔ اور وُہ اُس شخص کے بارہ میں ہے جو عربی النسل نہیں تھا۔ ہماری طرح ایک عجمی تھا۔ اور وُہ تھا مکّہ کے ایک رئیس اُمیّہ کا غلام۔ بلال رضی اللہ عنہ۔ اللہ تعالیٰ نے اِس حبشی کے دل میں اپنا نُور بھر دیا تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے پیار پیدا کر دیا تھا۔ چنانچہ آپؐ کی صُحبت میں سے خُدا تعالیٰ سے اس قدر محبّت اور پیار پیدا ہو گیا تھا کہ غلامی کی حالت میں اُس کا مالک اُسے مکّہ کے تپتے ہوئے صحرا میں لے جاتا۔ پتھریلی زمین پر ننگا کر کے لِٹا دیتا اور تپتے ہوئے پتھر اُس کے سینے پر رکھتا اور اُس سے کہتا، خدائے واحد و یگانہ کی پرستش چھوڑ کر لات، و عزّیٰ کی پرستش کرو۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کفر کرو۔ آپؐ کا انکار کرو۔ تو اُس کے حلق سے اِس حالت میں بھی جو آواز نکلتی تھی وُہ یہ تھی "اَحد" "اَحد" خدا واحد و یگانہ ہے، خدا واحد و یگانہ ہے۔ ہر احمدی میں یہی رُوحِ بلالی پیدا ہونی چاہیئے۔ اگر

دُنیا کی ساری طاقتیں

ہمارے حقوق کو غصب کر کے (یہ بھی ننگا کر دینے کے مترادف ہے) اور انسانی اقدار کو پسِ پُشت ڈال کر اپنے غضب کی تپتی ہوئی ریت پر ہمیں لِٹا کر اور تعصّب کے سارے پہاڑ ہمارے سینوں پر رکھ دیں۔ اور کہیں کہ خدائے واحد و یگانہ کا انکار کرو اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کفر کرو تو ہماری رُوح کی آواز یہی ہوگی۔ احد۔ احد۔ اللہ اکبر، خاتم الانبیاءؐ زندہ باد۔ پس دُنیا کی کوئی طاقت ہم سے ہمارا ایمان نہیں چھین سکتی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ میرا یہ پیغام لے کر آپ یہاں سے واپس جائیں اور

ہر ایک احمدی کو یہ بتائیں

کہ وہ اپنے اندر رُوحِ بلالی پیدا کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا کرے۔

اب مَیں دُعا کے ساتھ خدّام الاحمدیہ کے اجتماع کا اختتام کروں گا۔ میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنا مقام پہچاننے کی توفیق عطا کرے۔ اور خدا اور خدا کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم پر جو ہمارا پختہ ایمان ہے اُس پر وفا کے ساتھ ثباتِ قدم عطا کرے اور پختہ عزم بخشے اور ہمارا تعلقِ محبّت جو اپنے ربّ سے ہے اس کو مضبوط سے مضبوط تر کرتا چلا جائے اور خدا تعالیٰ کے پیار کو ہم سب حاصل کرنے والے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں مستانہ وار اپنی زندگیاں گزارنے والے ہوں۔ خدا تعالیٰ آپ کے سفر و حضر میں آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ آپ کے تعلق داروں، ہمسایوں اور علاقے پر بھی فضل نازل فرمائے۔ اور اِس دُنیا کو انسان کے ہاتھ کے پیدا کردہ شر سے محفوظ رکھے۔ اور وُہ ہدایت جو قرآنی تعلیم کی شکل میں بنی نوعِ انسان کی طرف آئی، لوگ اُسے سمجھنے لگیں اور انہیں خدا تعالیٰ کی توحیدِ حقیقی کے سمجھنے اور

محمّد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے

جمع ہو جانے کی توفیق عطا ہو۔ اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن۔

آؤ! اب ہم دُعا کرتے ہیں ۞

درخواستِ دُعا

برادرم مکرم شیخ ناصر احمد صاحب سلمہ اللہ ایک عرصہ سے تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد بُخار کی وجہ سے بیمار ہو جاتے تھے۔ ۲۵ راکتوبر کو بخار کی شدّت کی وجہ سے ہسپتال میں داخل ہونا پڑا۔ مختلف ٹسٹ اور علاج کے بعد مورخہ ۱۴ رنومبر کو اُن کے پیٹ کا میجر آپریشن کیا جو پانچ گھنٹے سے بھی زیادہ دیر تک جاری رہا۔ جس کے نتیجہ میں پِتّہ کو مکمل طور پر، معدہ کا کم و بیش ½ حصہ اور ایک آنت (DOUDENUM) کا ایک حصہ کاٹ کر نکال دیا گیا۔ آپریشن کے بعد مکرم شیخ صاحب کو ایک ہفتہ تک ہسپتال کے "کڑی احتیاط والے حصہ" (INTENSIVE CARE UNIT) میں رکھا گیا۔ بفضلہ تعالیٰ اب طبیعت کافی بہتر ہے۔ لیکن تا حال کمزوری کافی ہے۔ مکرم شیخ صاحب جماعت کے لئے بہت مفید وجود ہیں۔ بیماری سے قبل آپ نے "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے جرمن ترجمہ کی نظرِ ثانی کا کام بھی شروع کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو کامل شفاء اور کام کرنیوالی لمبی زندگی عطا فرمائے آمین۔ مکرم شیخ صاحب خطوط کے جواب دینے کے قابل نہیں اس لئے وہ اُن سب احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں جو انہیں خط لکھتے ہیں (خاکسار نسیم مہدی امام مسجد زیورک) اور درخواستِ دعا کرتے ہیں ۞

محرم الحرام — اور — مسلمانوں کیلئے لمحہ فکریہ

اس چودھویں صدی ہجری کا مجدد، مسیح موعود اور مہدی معہود کہاں ہے؟

از محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان!

محترم دوستو، بزرگو! یہ چودھویں صدی ہجری ہے جس کے ۹۸ سال گزر چکے ہیں اور اب ہم اس کے ۹۹ ویں سال میں ۲ دسمبر ۱۹۷۸ء مطابق یکم محرم ۱۳۹۹ھ سے داخل ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سال کو ہم سب کے لئے مبارک کرے اور دینی و روحانی برکات و ترقیات کا موجب بنائے آمین اس صدی کے ختم ہونے میں صرف دو سال باقی رہ گئے ہیں۔

لمحہ فکریہ

مگر یہ نیا ہجری سال ہم کو ایک اہم دینی امر کی طرف توجہ دلا رہا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث جس کی صحت پر اہل سنت والجماعت و شیعہ حضرات متفق ہیں۔ ارشاد نبوی یوں مذکور ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا۔

(ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۴۱ و اصول کافی صفحہ ۶۹۴ خاتمہ الطبع)

کہ اللہ تعالیٰ اس امت محمدیہ کے لئے ہر صدی کے سر پر ایک مجدد مبعوث فرمایا کرے گا جو آکر دین اسلام کی اصلاح و تجدید کرے گا۔ چنانچہ اس حدیث نبوی کے مطابق صدی کے شروع میں مجددین آتے رہے اور خدمات دینیہ بجا لاتے رہے ان مجددین کرام کے اسمائے گرامی نواب صدیق حسن خان صاحب آف بھوپال نے اپنی کتاب "حجج الکرامہ" میں درج کئے ہیں۔ یہ کتاب تیرھویں صدی ہجری کے آخری ربع میں تصنیف کی گئی تھی۔

مگر چودھویں صدی کے مجدد کے بارہ میں تحریر کیا چونکہ احادیث میں نزول مسیح اور ظہور مہدی کی پیشگوئی اور علامات کی روشنی میں اس صدی میں مسیح موعود نے ظاہر ہونا ہے اس لئے وہی اس صدی کے مجدد ہوں گے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحب رقمطراز ہیں:-

"و بر سر مائۃ چہاردہم کہ دہ سال کامل آنرا باقی است۔ اگر ظہور مہدی علیہ السلام و نزول عیسیٰ صورت گرفت پس ایشاں مجدد و مجتہد باشند۔"

(حجج الکرامہ صفحہ ۱۳۹)

کہ چودھویں صدی کے سر پر جبکہ ابھی پورے دس سال باقی ہیں اگر مہدی اور مسیح ظاہر ہو گئے تو چودھویں صدی کے مجدد ہوں گے

اس کے بعد چودھویں صدی کے آغاز میں نواب صدیق حسن خان صاحب کے فرزند ابو الجنید نواب نور الحسن خان صاحب احادیث میں بیان فرمودہ علامات کا جائزہ لے کر اپنی کتاب "اقتراب الساعۃ صفحہ ۲۲۱" پر تحریر کرتے ہیں:-

"اس حساب سے ظہور مہدی علیہ السلام کا تیرھویں صدی میں ہونا چاہیئے تھا مگر یہ صدی پوری گزر گئی تو مہدی نہ آئے۔ اب چودھویں صدی ہمارے سر پر آئی ہے اس صدی سے اس کتاب کے لکھنے تک چھ ماہ گزر چکے ہیں شاید اللہ تعالیٰ اپنا فضل و رحم و کرم فرمائے۔ چار چھ سال کے اندر مہدی ظاہر ہو جائیں۔"

محترم بھائیو! اب غور طلب امر یہ ہے کہ چودھویں صدی ہجری شروع ہوئی۔ اس میں سے اب ۹۸ سال بھی گذر گئے ہیں اب ۹۹ واں سال شروع ہے لیکن ہائے افسوس عام مسلمانوں کے عقیدہ کی رو سے اب تک نہ تو اس صدی کا مجدد ظاہر ہوا اور نہ ہی کوئی مہدی اور مسیح آیا۔ حالانکہ وقت اور علامات ...... ان کے ظہور کے متقاضی تھے۔ اور اب اس صدی کا ہر آنے والا دن ہم کو پیچھے کی طرف توجہ دلا رہا ہے کہ کہیں وہ مجدد اور مہدی ظاہر تو نہیں ہو چکا ورنہ کیا نعوذ باللہ من ذالک۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ اور پیشگوئیاں درباره ظہور مجدد و مہدی و مسیح غلط ثابت ہوئیں۔؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں

آئیے میں آپ حضرات کو بشارت دیتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات کے مطابق صدی کا مجدد مہدی اور مسیح موعود عین وقت پر ظاہر ہو چکا ہے آپ کا اسم گرامی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہے آپ نے ۱۸۹۱ء میں دعویٰ فرمایا کہ آپ ہی اس صدی کے مجدد اور موعود مہدی و مسیح ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں

(الف) "جب تیرھویں صدی کا آخر ہوا اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا تو اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے۔"

(کتاب البریہ صفحہ ۱۶۸)

(ب) "مجھے خدا کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود ہوں اور مہدی معہود ہوں اور اندرونی و بیرونی اختلافات کا حَکَم ہوں"۔

(اربعین نمبر ۱ صفحہ ۳)

(ج) "میرا یہ دعویٰ ہے کہ وہ مسیح موعود جو آخری زمانہ کا مجدد ہے وہ میں ہی ہوں"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۴)

(د) وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

پس مبارک ہے وہ شخص جو اس زمانہ کے مجدد، مہدی اور مسیح کی شناخت کر کے اس پر ایمان لانے کی سعادت حاصل کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل کرتا اور خدا وند تعالیٰ کی رضا حاصل کرتا ہے

ایک شبہ کا ازالہ

محترم بھائیو! بزرگان سلسلہ اور علماء کرام احادیث نبویہ میں مہدی و مسیح کے بارہ میں بیان فرمودہ علامات کا جائزہ لے کر ان کے ظہور کے اسی چودھویں صدی میں منتظر تھے کیونکہ جس طرح چودھویں رات کا چاند کامل ہوتا ہے۔ اسی طرح چودھویں صدی کا مجدد۔ مجدد کامل یعنی امام مہدی ہوگا چنانچہ سید ابو الحسن علی ندوی لکھتے ہیں:-

حضرت بانی جماعت احمدیہ کے دعویٰ سے قبل۔ "عوام کی بڑی تعداد کسی مرد غیب کے ظہور اور کسی ملہم اور مؤید من اللہ کی آمد کی منتظر تھی کہیں کہیں یہ خیال بھی ظاہر کیا جاتا تھا کہ تیرھویں صدی کے اختتام پر مسیح موعود کا ظہور ضروری ہے۔"

(قادیانیت صفحہ ۱۷)

اس لئے جب حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے یہ دعویٰ فرمایا کہ میں اس صدی کا مجدد اور امام مہدی ہوں جس کے آپ لوگ منتظر تھے تو علماء کرام نے یہ نہیں کہا کہ اس صدی میں کسی مجدد یا امام مہدی اور مسیح نے نہیں آنا بلکہ یہ کہا کہ چودھویں صدی شروع ہو گئی ہے حدیث نبوی کے مطابق مجدد بھی آئے گا امام مہدی بھی ظاہر ہوں گے مگر وہ موعود مہدی اور اس صدی کے مجدد آپ نہیں ہیں۔ یہ موعود وجود اسی صدی میں ہی ظاہر ہوں گے مگر اب جبکہ یہ حضرات اس صدی کے آخر تک پہنچ گئے اور انتظار کرتے کرتے تھک گئے اور ادھر نہ ہی ان کے زعم میں اس صدی کا کوئی مجدد آیا اور نہ ہی کوئی مہدی ظاہر ہوا اور نہ ہی آسمان سے مسیح نازل ہوا تو بالکل مایوس اور نا امید ہو کر اب یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ یہ کہاں لکھا ہے کہ امام مہدی چودھویں صدی میں آئے گا؟ حالانکہ حضرت مرزا صاحب بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کے دعویٰ سے قبل شیعہ اور سنی حضرات احادیث نبویہ میں بیان فرمودہ علامات کے پیش نظر اس امر پر متفق تھے کہ امام مہدی و مسیح تیرھویں یا چودھویں صدی ہجری میں بہرحال ظہور فرما ہوں گے چنانچہ حدیث نبوی

الآيَاتُ بَعْدَ الْمِائَتَيْنِ

(مشکوٰۃ باب اشراط الساعۃ)

یعنی نشانات دو سو سال بعد ظاہر ہوں گے کی تشریح کرتے ہوئے:-

(۱) حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:-

"ويحتمل ان يكون اللام في المائتين بعد الالف وهو وقت ظهور المهدي"

(مشکوٰۃ مجتبائی صفحہ ۴۷۱)

کہ المائتین کے لفظ پر جو الف لام ہے اسے مد نظر رکھتے ہوئے اس کے یہ معنے ہو سکتے ہیں کہ ایک

ہزار برس دو سو سال گزرنے پر (یعنی ۱۲۰۰ کے بعد) نشانات ظاہر ہوں گے۔ اور وہی وقت ظہور مہدی کا ہے۔

۳۔ نواب صدیق حسن خاں صاحب اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

"دو سو سال، ہجرت کے ایک ہزار سال بعد مراد ہے جیسا کہ بعض اہل علم نے یہی تشریح کی ہے"۔

(حجج الکرامہ صفحہ ۲۹۳)

نیز نواب صاحب نے کتاب مذکور کے صفحہ ۲۹۴، صفحہ ۲۹۵ پر مہدی کے متعلق بہت سی روایات نقل کی ہیں اور پھر ان سب روایات کا نتیجہ نکالتے ہوئے لکھا ہے:۔

"بنا علیہ بر سر کہ شاید بر سر مائہ چہار دہم ظہور وے اتفاق افتد"۔

کہ میرے خیال میں مہدی کا ظہور چودھویں صدی کے شروع میں ہوگا۔

۳۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے امام مہدی کے ظہور کا زمانہ ۱۲۶۸ھ قرار دیا ہے چنانچہ نواب صدیق حسن صاحب بھوپالوی تحریر فرماتے ہیں:۔

"گویند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تاریخ ظہورراد در لفظ "چراغ دین" یافتہ و بحساب جمل عدد وے یک ہزار دو صد شصت و ہشت شود"

(حجج الکرامہ صفحہ ۲۹۵)

ترجمہ:۔ کہتے ہیں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اس کے (مہدی کے) ظہور کی تاریخ "چراغ دین" کے الفاظ میں معلوم کی تھی اور ابجد کے حساب سے چراغ دین کے اعداد ایک ہزار دو سو اڑسٹھ بنتے ہیں۔

۴۔ شاہ عبدالعزیز نے "تحفہ اثنا عشریہ" نامی کتاب میں اور شاہ اسمٰعیل شہید نے "اربعین فی احوال المہدی" میں لکھا ہے:۔

"تیرہ سو ہجری کے بعد مہدی کا انتظار رچاہیئے۔ اور شروع صدی میں حضرت کی پیدائش ہے"۔

۵۔ شیعہ حضرات کی کتاب "النجم الثاقب" میں ظہور مہدی کے بارہ میں ایک حدیث درج کی گئی ہے۔

عن حذیفہ بن یمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مضت

الف و مأتان واربعون سنۃ یبعث اللہ المہدی

(النجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

کہ حذیفہ بن یمانؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایک ہزار دو صد چالیس سال گذر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ مہدی کو مبعوث فرمائے گا۔

۶۔ خواجہ حسن نظامی مرحوم نے ممالک اسلامیہ کا دورہ کرنے کے بعد ایک کتابچہ "شیخ سنوسی اور ظہور مہدی آخر زماں" کے نام سے شائع کیا جس میں انہوں نے ذکر کیا کہ ممالک اسلامیہ کے سفر میں جتنے مشائخ اور علماء سے ملاقات ہوئی۔ میں نے ان کو امام مہدی کا بڑی بیتابی سے منتظر پایا۔ شیخ سنوسی کے ایک خلیفہ سے ملاقات ہوئی انہوں نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ اسی ۱۳۳۰ھ میں امام مہدی ظاہر ہو جائیں گے۔

(اہلحدیث ۲۶؍ جنوری ۱۹۱۲ء)

خواجہ صاحب مرحوم نے اپنے متذکرہ بالا رسالہ کے آخر میں امام مہدی کے ظہور کے بارہ میں عالم اسلام کے اندازوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا

"سنا ہوگا کہ اٹلی نے جدہ و ینبوع پر فوج کشی کا ارادہ کیا ہے یہ مقامات مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی بندرگاہیں ہیں کیا اب بھی اس پیشگوئی کی صداقت میں شک رہ گیا ہے کہ ظہور مہدی سے پہلے کفار حرمین پر حملہ کرنے کا سامان کریں گے اور مسلمانوں کی عین حیرانی اور پریشانی میں حضرت امام کا ظہور ہوگا کیا عجب کہ یہ وہی وقت ہو اور ۱۳۳۰ھ میں سنوسی کی خبر کے مطابق حضرت امام کا ظہور ہو جائے۔ اور اگر وہ وقت ابھی نہیں آیا تو ۱۳۳۵ھ تک ظہور بالکل یقینی ہے۔ کیونکہ خود بزرگوں کی پیشگوئیوں کو ملایا جائے تو ۱۳۳۵ھ تک سب کا اتفاق ہو جاتا ہے"

علامہ ابوحفص محمد ... ۱۳۰۰ھ میں حدیث مجدد کے مطابق گزشتہ صدیوں کے مجددوں کا ذکر کرکے لکھتے ہیں:۔

"اب تیرھویں صدی بھی ختم ہوگئی ہے نو ماہ گذر گئے ہیں دیکھئے اس صدی کے سر پر کس کو یہ خلعت فاخرہ مرحمت ہوتا ہے۔ اللہ کرے امام مہدی علیہ السلام ہی آجائیں وہی اس صدی کے مجدد ہوں گے"

(حسن المساعی فی الفتح الربانیہ والالہامی صفحہ ۲۹۶)

خوشخبری

محترم بھائیو! احادیث کی بشارات اور بزرگان سلف کے اندازوں کے عین مطابق وہ امام مہدی ۱۴؍ شوال ۱۲۵۰ھ بمطابق ۱۳؍ فروری ۱۸۳۵ء بروز جمعہ قادیان میں پیدا ہوئے ۱۲۹۰ھ تیرھویں صدی کے آخر میں مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہوئے اور دعویٰ مجددیت فرمایا اور ۱۳۰۷ ہجری میں خدا تعالیٰ سے علم پاکر اعلان فرمایا کہ آپ ہی مسیح موعود اور مہدی معہود ہیں آپ اس بارہ میں اعلان فرماتے ہیں:۔

(الف) "میں اس خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث صحیحہ میں خبر دی ہے۔ جو صحیح بخاری اور مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں وکفیٰ باللہ شہیدا"۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۱۳)

(ب) یا ایھا الناس انی انا المسیح المحمدی وانا احمد المہدی

(خطبہ الہامیہ صفحہ ۲۶)

"انی انا المہدی الموعود الذی ہو المسیح المنتظر الموعود" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۲۶)

ترجمہ:۔ اے لوگو یقین جانو میں ہی مسیح محمدی اور میں ہی احمد مہدی ہوں .... میں وہی مہدی موعود ہوں کہ جس مسیح موعود کی انتظار کی جارہی ہے۔

محبت بھری اپیل

پس اے بھائیو! میں آپ سے محبت بھری اپیل کرتا ہوں کہ آپ سنجیدگی سے حضرت مرزا صاحب بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے دعاوی پر غور کریں کیونکہ اب آپ اپنے خیالی موہوم مہدی و مسیح کا انتظار کرتے کرتے اس چودھویں صدی ہجری کے اختتام کو پہنچ چکے ہیں اور ابھی تک آپ کا "موعود" نہیں آیا۔ قرآن مجید اور احادیث سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام وفات پاچکے ہیں نہ وہ زندہ ہیں نہ آسمان پر گئے ہیں اس لئے ان کے دوبارہ آنے کا سوال ہی نہیں ہاں البتہ ابن ماجہ کی رو سے امت میں آنے والا امام مہدی ہی مسیح موعود ہے۔

لا المہدی الا عیسیٰ ابن مریم۔

اس حدیث نبوی صلعم کے مطابق ایک ہی وجود یعنی مہدی آنے والا تھا سو الحمد للہ وہ عین وقت پر ظاہر ہوا جس کی شناخت کی ابھی تک آپ کو توفیق نہیں ملی۔ اور اُدھر عالم اسلام کا دردناک حال آپ کے سامنے ہے ان میں کوئی یکجہتی اور اتفاق نہیں۔ علمائے اسلام بجائے خدمت دین اور اشاعت اسلام کرنے کے باہمی تکفیر و تخریب کے کاموں میں مشغول ہیں اور ان حالات میں مسلمان نا امیدی و یاس میں مبتلا ہیں۔ دنیا میں تبلیغ اسلام کا کوئی لائحہ عمل ان کے پاس نہیں کوئی متفق علیہ دینی امام اور لیڈر نہیں جو ان کی دینی اور تبلیغی میدان میں رہنمائی کر سکے۔

لیکن ان کے برعکس صرف اور صرف جماعت احمدیہ ایک ایسی جماعت ہے جو یہ یقین اور ایمان رکھتی ہے کہ اس چودھویں صدی کا مجدد اور وہ موعود مہدی و مسیح عین وقت پر آیا اور وہ موعود حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام ہیں اور ان کی بعثت کا مقصد خدمت دین اور اشاعت اسلام تھا اور آج برابر واقعہ ہے کہ اس مسیح موعود کی جماعت دنیا میں ایک پروگرام کے مطابق تبلیغ اسلام کر رہی ہے اور اکناف عالم میں مختلف زبانوں میں قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر کی اشاعت کر رہی ہے جس کے نتیجہ میں لاکھوں غیر مسلموں کو اسلام میں داخل ہونے کی سعادت نصیب ہو رہی ہے۔ پس میں آپ سے محبت بھری اپیل کرتا ہوں کہ آیئے آپ بھی اس کار خیر میں شریک ہو جائیں اور اسلام کی خدمت اور اشاعت کا کوئی تعمیری اور ٹھوس کام کریں۔ تکفیر و تفسیق کا نہ ہی کبھی کوئی مفید نتیجہ نکلا ہے اور نہ ہی اب نکلے گا۔ سب و شتم اور تکفیر و تکذیب سے صرف انتشار و افتراق ہی بڑھتا ہے اور یہ کوئی خوشکن بات نہیں۔ پس اے بھائیو! اب چودھویں صدی ہجری ختم ہونے میں صرف دو سال باقی ہیں آپ انتظار سے انتہا کو پہنچ گئے۔ مگر آپ کا مزعومہ مہدی اور مسیح اب تک نہیں آیا اور انشاء اللہ آئندہ نہ آئے گا اور آپ دن بدن مایوسی و نا امیدی کا شکار ہو رہے ہیں اس لئے آپ اپنی خداداد صلاحیتوں اور استعدادوں کو ضائع نہ ہونے دیں انہیں بروئے کار لائیں۔ وقت کے امام کی شناخت کریں وہ اپنے وقت پر آچکا ہے۔ اس کی جماعت میں شامل ہو کر خدمت دین اور اشاعت اسلام

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

ایک اور عالمگیر جنگ قریب آرہی ہے!

کیا تیسری عالمگیر جنگ کو روکا جا سکتا ہے؟

(از محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد قادیان)

انیسویں صدی کا ایک اہم واقعہ ایک عظیم روحانی شخصیت

انیسویں صدی کے آخر میں ایک عظیم شخصیت کا ظہور ہوا جس نے مذہبی دنیا میں ایک انقلاب بپا کیا یہ عظیم شخصیت سیدنا حضرت احمد علیہ السلام قادیانی کی تھی۔
(پیدائش ۱۸۳۵ء وفات ۱۹۰۸ء)

قریباً ہر مذہب میں یہ خبر بطور پیشگوئی کے درج ہے کہ آخری زمانہ میں دنیا کی اصلاح کے لئے ایک روحانی شخصیت ۔ ریفارمر اور اوتار کا ظہور ہوگا۔ اس ریفارمر کو امام مہدی ۔ مسیح ۔ کرشن ۔ میتریہ وغیرہ مختلف ناموں سے یاد کیا گیا ہے۔ مذہبی کتب میں یہی بتایا گیا ہے کہ وہ مصلح دنیا میں آ کر صلح اور امن قائم کرے گا۔ مذہبی اقدار کو رائج کرے گا بدی کا قلع قمع کر کے نیکی کو قائم کرے گا۔

حضرت احمد قادیانی علیہ السلام نے یہ دعویٰ کیا کہ مختلف مذاہب کی پیشگوئیاں جن میں ایک مصلح کی آمد کا ذکر ہے ان کے وجود میں پوری ہوئی ہیں کیونکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں مسلمانوں کے لئے مہدی عیسائیوں کے لئے مسیح اور ہندوؤں کے لئے نہہ کلنک اوتار بنا کر بھیجا ہے۔

آپ فرماتے ہیں:-
"میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی خبر رسول اللہ نے احادیث صحیحہ میں دی ہے۔ جو صحیح بخاری مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں وکفیٰ باللہ شہیدا۔"
(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۱۳)

۳ نومبر ۱۹۰۴ء کو سیالکوٹ شہر (جو اب پاکستان میں واقع ہے) میں ایک مجمع عام کو خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:-
"جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے ویسا ہی میں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں۔ اور میں عرصہ بیس برس سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں ان گناہوں کو دور کرنے کے لئے جن سے زمین پُر ہو گئی ہے جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا یا یہ کہنا چاہیئے کہ روحانی حقیقت کی رو سے وہی ہوں۔ یہ میرے پاس سے نہیں بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اس نے یہ میرے پر ظاہر کیا ہے اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں و عیسائیوں کے لئے مسیح موعود ہے۔"
(لیکچر سیالکوٹ)

حضرت مسیح موعود کے ظہور کے وقت دنیا کی حالت

آپ جب دنیا کے سامنے بحیثیت ایک مصلح کے ظاہر ہوئے تو اس وقت انسان کی توجہ مذہب اور روحانیت سے ہٹ چکی تھی سائنس اور ٹیکنالوجی کی حیرت انگیز اور غیر معمولی ترقی کے ساتھ دنیا میں صنعتی انقلاب شروع تھا۔ اور مغربی اقوام نے اپنے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کے نتیجہ میں دنیا کی کثیر آبادی کی توجہ کو مذہب اور روحانیت سے ہٹا کر میٹیریلزم اور مادیت کے جال میں الجھا دیا تھا۔ اخلاقی قدریں ختم ہو چکی تھیں مذہب کے اصولوں پر عمل نہیں ہو رہا تھا لوگ انہیں چھوڑ کر خود غرضی اور مطلب پرستی کا شکار تھے اور دنیا طلبی عام ہو چکی تھی۔

اصلاح خلق اور سدھار کا اہم کام

ان حالات میں آپ نے اصلاح خلق اور سدھار کا کام شروع کیا۔ حضرت انسان کو اس کی پیدائش کے حقیقی مقصد کی طرف متوجہ کیا۔ اور بتایا کہ اس دنیا میں اس کے آنے کا اصل مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک کے ساتھ اپنے تعلق کو استوار کرے۔ اس کی رضا حاصل کرے آپ نے یہ بھی بتایا کہ جو لوگ رضائے الٰہی کے خواہاں ہوں اور اس کے ساتھ اپنے تعلق کو قائم کرنا چاہیں۔ وہ میری طرف رجوع کریں آپ نے فرمایا:-
"خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ نرمی اور آہستگی سے اور حلم اور غربت کے ساتھ اس خدا کی طرف توجہ دلاؤں جو سچا خدا قدیم اور غیر متغیر ہے۔ اور کامل تقدس اور کامل علم اور کامل رحم اور کامل انصاف رکھتا ہے اس تاریکی کے زمانہ کا نور میں ہوں جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ ان گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا۔ جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں مجھے اس نے بھیجا ہے تا میں امن اور حلم کے ساتھ دنیا کو سچے خدا کی راہبری کروں اور اسلام میں اخلاقی حالتوں کو دوبارہ قائم کردوں۔"
(مسیح ہندوستان میں صفحہ ۱۱)

نیز فرمایا:-
"وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور کیا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو چکی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو قائم کروں۔ اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کردوں اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے۔ اس کا نمونہ دکھاؤں۔"
(لیکچر اسلام صفحہ ۳۴)

آپکے دعویٰ پر دنیا کا ردِ عمل

جن لوگوں کو عقل سلیم اور صحیح فہم عطا ہوا تھا انہوں نے اس برگزیدہ انسان کی آواز کو سُنا اور لبیک کہا اور آپ پر ایمان لائے اور اپنے اندر ایک نمایاں تبدیلی پیدا کرتے ہوئے اس نور اور عرفان کو حاصل کیا جو ان کے لئے مقدر تھا۔ مگر جن لوگوں کے دلوں میں کجی۔ دنیا کی محبت اور نفسانی جذبات کار فرما تھے انہوں نے نہ صرف یہ کہ آپ کی آواز پر کان نہ دھرا بلکہ آپ کی مخالفت کی اور اسی رنگ میں مخالفت کی جیسا کہ مامورین اور مصلحین کی ہوتی رہی ہے۔ مسلمانوں کے علماء و فقہاء نے خصوصیت سے وہ رنگ اختیار کیا جو احبار یہود نے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی آمد پر اختیار کیا تھا یہ وہ علماء تھے جنہیں اپنے علم و فضل پر ناز تھا۔ ان میں سے اکثر اس برگزیدہ انسان کے خلاف متحد ہو کر صف آراء ہو گئے۔ اس مخالفت پر برگزیدہ انسان بارگاہ ایزدی میں سربسجود ہوا اور خدا سے مدد چاہی اللہ تعالیٰ نے الہاماً آپ کو بشارت دی کہ:

"خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا.... سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رکھنے کے درپے ہیں اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی و نامرادی سے مریں گے لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس اور اموال میں برکت دوں گا۔"
(بحوالہ تذکرہ صفحہ ۱۰۵ ایڈیشن دوم)

خدا تعالیٰ کی طرف سے زور آور حملوں کے ذریعہ آپکی صداقت کا اظہار

اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ بھی بتایا کہ بیشک مخالفین سخت مخالفت کریں گے لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد آپ کے ساتھ ہوگی اور خدا تعالیٰ زور آور حملوں کے ذریعہ آپ کی صداقت کو ظاہر کرے گا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

(بحوالہ تذکرہ ایڈیشن دوم ص۱۰۴)

آپ کو یہ بھی بتایا گیا کہ یہ زور آور حملے مختلف وباؤں۔ زلزلوں۔ عالمگیر جنگوں اور تباہیوں کی صورت میں ظاہر ہوں گے چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ نے مجھے زلزلۂ شدیدہ کی نسبت اطلاع دی ہے سو میں محض ہمدردیٔ مخلوق کے لئے عام طور پر تمام دنیا کو اطلاع دیتا ہوں کہ یہ بات آسمان پر قرار پا چکی ہے کہ ایک شدید آفت سخت تباہی ڈالنے والی دنیا پر آوے گی جس کا نام خدا تعالیٰ نے زلزلہ رکھا ہے۔"

(تذکرہ ص۵۱۱)

حاشیہ میں حضور تحریر فرماتے ہیں۔

"مجھے خدا تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ وہ آفت جس کا نام اس نے زلزلہ رکھا ہے نمونۂ قیامت ہوگا اور پہلے سے بڑھ کر اس کا ظہور ہوگا .... اگرچہ بظاہر لفظ زلزلہ کا آیا ہے مگر ممکن ہے کوئی اور آفت ہو جو زلزلہ کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہو مگر نہایت شدید آفت ہو جو پہلے سے بھی زیادہ تباہی ڈالنے والی ہو۔"

(تذکرہ ص۵۱۱ حاشیہ)

اس ایک خاص اور اہم تباہی کی خبر کے ساتھ ہی ساتھ آپ کو یہ بھی الہام ہوا:۔

"چمک دکھلاؤں گا تم کو اس نشان کی پنج بار۔"

(تذکرہ ص۵۹۱)

اس وحی والہام کی تشریح میں حضورؑ تحریر فرماتے ہیں:۔

"اس وحی سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ زلزلے آئیں گے اور پہلے چار زلزلے کسی قدر ہلکے اور خفیف ہونگے اور پھر پانچواں زلزلہ قیامت کا نمونہ ہوگا کہ لوگوں کو سودائی اور دیوانہ بنا دے گا۔ یہاں تک کہ وہ تمنا کریں گے کہ وہ اس دن سے پہلے مر جاتے۔"

(تذکرہ ص۶۴۲ حاشیہ)

ان آفات و زلازل کی آمد کی پیشگوئی کرتے ہوئے ان کی بھیانک تصویر آپ یوں فرماتے ہیں:۔

"یاد رہے خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں آئے نیز ایشیا کے مختلف مقامات پر آئیں گے اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی اس موت سے چرند پرند بھی باہر نہیں رہیں گے اور زمین پر اس قدر تباہی آوے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی ......

... وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازہ پر ہیں کہ دنیا قیامت کا نمونہ دیکھے گی۔ اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر گر گئے۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے۔..

یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ رہے گا میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا منہ تم دیکھو گے اے یورپ! تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی بھی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔"

(حقیقۃ الوحی ص۲۵۶ و ص۲۵۷)

زلزلوں اور عالمگیر جنگوں کے ذریعہ زبردست تباہی

سیدنا حضرت احمد قادیانی علیہ السلام کے اس زبردست انذار کے بعد اس وقت تک دنیا کے مختلف علاقوں میں طاعون کی وباء۔ زلازل اور جنگوں کی صورت میں زبردست تباہیاں آچکی ہیں ہندوستان میں کوئٹہ اور بہار کے شدید زلزلوں کے علاوہ دو عالمگیر جنگوں کی صورت میں زبردست تباہیاں دنیا دیکھ چکی ہے۔

پہلی جنگ عظیم ۱۹۱۴ء میں یورپ سے شروع ہوئے اور دنیا کی کثیر حصہ میں اس جنگ کے شعلے پھیل گئے۔ اس جنگ کے نتیجہ میں بے شمار شہر برباد ہو گئے۔ بیسیوں پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گئے۔ اسقدر خونریزی ہوئی کہ دریاؤں کے پانی میل ہا میل تک سرخ ہو گئے اور اس زمانہ میں سب سے عبرتناک حالت زار روس کی ہوئی جسکے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً بتایا گیا تھا

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار

پھر حضور کے مذکورہ انذار کے مطابق دوسری جنگ عظیم ہوئی جو ۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۵ء جاری رہی اس جنگ میں قیامت کا نظارہ دیکھا گیا۔ اس جنگ نے یورپ اور ایشیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور خدا کا یہ فرمان پورا ہوا کہ:۔

"اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں

بالخصوص یہ الفاظ ہم نے اپنی آنکھوں سے پورے ہوتے دیکھے:۔

"اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کریگا۔"

چنانچہ برطانیہ اور جاپان کے جزائر پر بموں اور ایٹم بموں سے جو تباہی آئی وہ کسی سے مخفی نہیں اور اس تباہی کے وقت جاپان کا بادشاہ هیروهیتو جسے جاپان والے اپنا (مصنوعی) خدا سمجھتے تھے جاپان کی کوئی مدد نہ کر سکا ہیروشیما اور ناگاساکی کی تباہی نے ان الفاظ کو پورا کیا:۔

"میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔"

اس جنگ کے خاتمہ پر جب تباہی کا اندازہ لگایا گیا تو پتہ چلا کہ ساڑھے چار کروڑ نفوس اس جنگ میں کام آ چکے ہیں۔

عالمگیر جنگ کی صورت میں پانچواں زبردست حملہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر سے یہ واضح ہوتا ہے کہ:۔

"چمک دکھلاؤں گا اپنے نشان کی پنج بار" کے مطابق پانچواں نشان زبردست تباہی کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا:۔

"یہ بات آسمان پر قرار پا چکی ہے کہ ایک شدید آفت سخت تباہی آنے والی ہے دنیا پر جس کا نام خدا تعالیٰ نے بار بار زلزلہ رکھا ہے ..... اگرچہ بظاہر لفظ زلزلہ کا رکھا ہے۔ مگر ممکن ہے کوئی اور آفت ہو مگر نہایت شدید آفت ہو۔"

(تذکرہ)

اور آپ کی ایک اور پیشگوئی سے یہ بالکل واضح ہوتا ہے کہ یہ زلزلہ اور یہ آفت عالمگیر جنگ کی صورت میں ظاہر ہوگی۔ گویا ایک تیسری عالمگیر جنگ دنیا پر مسلط ہوگی۔ جس میں تمام قومیں حصہ لیں گی چنانچہ آپ نے بتایا کہ:۔

"دنیا میں ایک حشر بپا ہوگا۔ وہ اوّل الحشر ہوگا اور تمام بادشاہ آپس میں ایک دوسرے پر چڑھائی کریں گے۔ اور ایسا کشت و خون ہوگا کہ زمین خون سے بھر جائے گی اور ہر ایک بادشاہ کی رعایا بھی آپس میں خوفناک لڑائی لڑے گی ایک عالمگیر تباہی آئے گی۔ اور ان تمام واقعات کا مرکز ملکِ شام ہوگا۔"

(تذکرۃ الہدیٰ حصہ دوم مصنفہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی بحوالہ تذکرہ ص۷۹۸)

یہ عالمگیر جنگ جس کا تذکرہ حضور نے فرمایا ہے اس کی شدت کے بارہ میں آپ فرماتے ہیں کہ یہ خوفناک لڑائی جسے زلزلہ کا نام دیا گیا ہے قیامت کا نمونہ ہوگی فرمایا:۔

"خدا تعالیٰ کی وحی میں زلزلہ کا بار بار لفظ ہے اور فرمایا ایسا زلزلہ ہوگا جو نمونۂ قیامت ہوگا۔ بلکہ قیامت کا زلزلہ اس کو کہنا چاہیئے۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

ایک دوسری جگہ فرمایا کہ جب لوگ ہنسی اور ٹھٹھے میں مصروف ہوں گے اور خدا تعالیٰ سے بے خبر ہوں گے اس وقت کے متعلق اللہ فرماتا ہے:۔

"میں اس نشان کو ظاہر کروں گا کہ جس سے زمین کانپ اٹھے گی

تب وہ روز دنیا کے لئے ماتم کا دن ہوگا۔

(تذکرہ ص۵۲۶)

اسلحہ کی دوڑ کے ساتھ ساتھ اس وقت جو حالات دنیا میں رونما ہو رہے ہیں وہ اس عالمگیر جنگ کی طرف دنیا کو دھکیل کرلے جا رہے ہیں کیمپ ڈیوڈ میں بیگن اور سادات کے معاہدے کے بعد جنگ کے یہ بادل گھنے ہو گئے ہیں۔ اور اسلامی ملکوں میں ملک شام اس آنے والی تیسری عالمگیر جنگ کی آماجگاہ بنتا نظر آرہا ہے۔

اس ہولناک تباہی اور عالمگیر جنگ سے بچنے کی صورت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی گذشتہ تحریرات سے واضح ہوتا ہے۔ کہ ان تباہیوں کی آمد کی اہم وجہ یہ ہے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی اور تمام خیالات سے دنیا پر گر گئے اور بدیوں میں مبتلا ہو کر اپنے خالق و مالک خدا کو ناراض کر لیا اس لئے اس تباہی اور ماتم کے دن سے بچنے کیلئے آپؑ نے یہ صورت بھی بتائی کہ اگر حضرت انسان اپنے خدا کی طرف توجہ کریں اور اس کو راضی کریں تو اس ہولناک تباہی سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ فرمایا:-

"مبارک وہ وجود ہیں اور قبل اس کے جو خدا کا دن آوے توبہ سے اس کو راضی کر لیں کیونکہ وہ حلیم و کریم اور غفور اور تواب ہے۔ جیسا کہ وہ شدید العقاب بھی ہے"

(تذکرہ ص۵۲۶)

پھر فرمایا:-

"جو شخص خواہ کسی مذہب کا پابند ہو جرائم پیشہ ہونا اپنی عادت رکھے اور فسق و فجور میں غرق ہو اور زانی، چور، ظالم اور ناحق طور پر بد اندیش۔ بد زبان۔ بد چلن ہو اس کو اس (عذاب) سے ڈرنا چاہیئے اور اگر توبہ کرے تو اس کو بھی کچھ غم نہیں اور مخلوق کے نیک چلن ہونے سے یہ عذاب ٹل سکتا ہے"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل ایسے وقت میں آتے ہیں جب لوگ خدا تعالیٰ سے دور ہو کر مختلف گناہوں اور پاپوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور جیسا کہ ہم سشر وع میں بتا آئے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی اصل غرض یہ ہے کہ دنیا کو خدا کی طرف متوجہ کیا جائے اور مخلوق خدا خدا تعالیٰ سے اپنا تعلق استوار کرے۔ نیک اعمال کی طرف توجہ کرے۔ بُرے کاموں سے پرہیز کرے انسان اپنے اس دنیا میں آنے کے مقصد کو سمجھے۔ ظلم۔ جور و جفا تعدی۔ لوٹ گھسوٹ اور استحصال سے باز آجائے۔ اور خدا کی رضا حاصل کرکے اپنے دل کی اصلاح کرے۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا جس نے اپنے دل کو پاک کیا وہ کامیاب و کامران ہو گیا۔

یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ دنیا کی اصلاح کا واحد ذریعہ خدا کے مامور اور مرسل کا لایا ہوا انذاری اور تبشیری پیغام ہوتا ہے انذار سے خشیت اور خوفِ الٰہی پیدا ہوتا ہے اور تبشیر سے محبتِ الٰہی پیدا ہوتی ہے اگر آج دنیا کو یہ یقینِ کامل ہو جائے کہ ایک زندہ قادر خدا موجود ہے وہ انسان کے اچھے بُرے اعمال کی جزا سزا دے گا تو انسان یقیناً اپنی اصلاح کی طرف راغب ہوگا نیک کاموں کی طرف متوجہ ہوگا خدا تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے ساتھ بہترین تعلقات قائم کرے گا۔ اور ہر قسم کے جور و ظلم سے باز آجائیگا۔

دنیا میں اصلاحی انقلاب لانے کا یہی ایک آزمودہ نسخہ ہے اور یہی نسخہ آج بھی کام دے گا۔ تاریخ اس امر پر شاہد ناطق ہے کہ دنیا کی اصلاح صرف مادی تدابیر سے کبھی نہیں ہوئی اصلاح تبھی ہو سکتی ہے جبکہ کوئی ایسی قوم پیدا ہو جو خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتی ہو اور وہ دوسروں کو اپنے عملی نمونہ سے خدا تعالیٰ کی طرف کھینچنے والی ہو اور ایسی قوم بغیر کسی مامور اور مصلح کے پیدا نہیں ہوا کرتی مامور آتا ہے اور وہ اپنے تازہ بتازہ انذار و تبشیر کے نشانات و معجزات کے ذریعہ سے دلوں میں خدا تعالیٰ کی ہستی کا یقین پیدا کرتا ہے وہ اپنے عمل سے دلوں میں ایک انقلاب لاتا ہے اپنے ماننے والوں کا تزکیۂ نفوس کرتا ہے یہ چیز بلا حضرت احمد قادیانیؑ اور ان کی قائم کردہ جماعت (جماعت احمدیہ) کو حاصل ہے اگر دنیا آنے والے مامور کی آواز پر کان دھرے گی اور اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوگی تو یقیناً وہ عذاب ہاں وہ خطرناک عذاب جس سے مامور وقت نے ڈرایا ہے ٹل سکتا ہے اور تیسری عالمگیر جنگ یقیناً روکی جا سکتی ہے لیکن اگر دنیا اپنی اصلاح نہیں کرے گی اور خدا تعالیٰ کے ساتھ صلح نہیں کرے گی تو پھر تیسری عالمگیر جنگ اور وہ خطرناک عذاب یقیناً ناگزیر ہے۔

جماعتِ احمدیہ کے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۶۷ء میں لنڈن میں یورپین اقوام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ نشانیوں اور حضرت مسیح موعودؑ کے اقوال سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ تیس سال کے بعد دنیا کے ایک زبردست تباہی آنے والی ہے اور اس تباہی میں وہی لوگ محفوظ رہ سکیں گے جن کا اپنے خالق سے صحیح تعلق ہوگا"

پھر فرمایا:-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نے ایک تیسری جنگ کی خبر بھی دی ہے جو پہلی دونوں جنگوں سے تباہ کن ہوگی .... مگر یہ بشارت بھی دی گئی ہے کہ توبہ اور اسلام کی بتائی ہوئی راہوں پر عمل کرنے سے یہ تباہی ٹل بھی سکتی ہے اب یہ آپ کے اختیار میں ہے کہ اپنے خدا کی معرفت حاصل کرکے اور اس کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرکے خود کو اور اپنی نسلوں کو اس تباہی سے بچالیں یا اس سے دوری کی راہیں اختیار کرکے خود کو اور اپنی نسلوں کو ہلاکت میں ڈالیں۔ ڈرانے والے عظیم انسان نے خدا اور محمدؐ کے نام پر آپ کو ڈرایا ہے اور اپنا فرض پورا کر دیا ہے۔ میری یہ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کو اپنا فرض پورا کرنے کی توفیق دے آمین"

اسی پیغام کے آخر میں فرمایا:-

"شاید اسے آپ افسانہ سمجھیں مگر وہ جو اس تیسری عالمگیر تباہی سے بچ نکلیں گے اور زندہ رہیں گے وہ دیکھیں گے کہ یہ خدا کی باتیں ہیں اور اس قادر و توانا کی باتیں ہمیشہ پوری ہوتی ہیں"

پس حقیقت یہی ہے کہ آنے والی تیسری عالمگیر تباہی کو روکا جا سکتا ہے اور اس کو روکنے کی صورت یہی ہے کہ انسان اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہو اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط کرے۔

چنانچہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہمبرگ (مغربی جرمنی) میں ایک پریس کانفرنس کے دوران فرمایا:-

"میں نے ۱۹۶۷ء میں یورپ کے دورے میں لوگوں کو یہ انتباہ کیا تھا کہ اگر تم نے اپنے خالق و مالک کی طرف توجہ نہ کی تو ۲۵ سال کے اندر اندر تم ایک ہولناک تباہی سے دوچار ہو جاؤ گے۔ اس انذار پر گیارہ سال گزر گئے میرا یہ انذار ان پیشگوئیوں پر مشتمل ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندے کو بہت پہلے بتائی تھیں۔ اور اب تو بعض بڑی طاقتیں بھی مستقبل قریب میں دنیا کی تباہی کی قیاس آرائیاں کرنے لگی ہیں فرق یہ ہے کہ وہ دنیا کی تباہی کی باتیں تو کرتی ہیں لیکن ساتھ خوشخبری نہیں دیتیں۔ لیکن میں نے جن پیشگوئیوں پر انذار کی بنیاد رکھی تھی ان میں یہ خوشخبری بھی ہے کہ اگر دنیا اپنے پیدا کرنے والے خدا کی طرف جھکے اور گندی زیست کو چھوڑ کر نیک بن جائے تو یہ تباہی ٹل سکتی ہے" (بدر ۱۷ نومبر ۱۹۷۸ء)

مسلمانوں کیلئے لمحۂ فکریہ : بقیہ ص۱۲

کی سعادت پاکر اپنے دلوں کے اطمینان اور روحوں کی تازگی کا سامان کریں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ

فاذا رايتموه فبايعوه ولو حبوا على الثلج فانه خليفة الله المهدى

(حجج الکرامہ ص۳۶۹ و بحار الانوار جلد ۱۳ ص۲۱)

کہ جب تم امام مہدی کو پالو تو ان کی بیعت کرو خواہ برف پر پیٹ کے بل چل کر جانا پڑے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ (مامور) اور مہدی ہے" خدا تعالیٰ آپ کو اس ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل کی توفیق عطا کرے وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

حج کی سعادت: اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے میرے چھوٹے بیٹے عزیز نصیر احمد طاہر بی اے اور اسکے ساتھی عزیز منصور احمد ابن مکرم محمود احمد صاحب بشر کو امسال حج بیت اللہ کی سعادت عطا فرمائی ہے اس خوشی میں مبلغ ۱۵ روپے شکرانہ فنڈ اور ۱۵ روپے مساجد فنڈ میں جمع کراتے ہوئے عزیزان کیلئے درخواست دعا کرتی ہوں۔ خاکسارہ۔ مبارکہ بیگم اہلیہ مکرم بشیر احمد صاحب تاشقند آباد دکن

حصولِ رضائے الٰہی کیلئے انفاق فی سبیل اللہ

از محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے وکیل المال تحریک جدید قادیان

(۱)

دنیا ظہر الفساد فی البر والبحر کا مصداق بنی ہوئی ہے اُمتِ مسلمہ جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ذمہ دار قرار دی گئی تھی "خلفاءھم" حدیث نبوی کے مطابق رہبری کی بجائے لوگوں کو مخالف سمت کی طرف لے جا رہے ہیں" کا نمونہ ہے مالامال اور دیگر ترقی یافتہ مسلم ممالک ... ان فرائض سے بکلی غافل ہیں۔ اتحاد و اتفاق ان میں مفقود ہے بعض میں خانہ جنگی جاری ہے۔ ان کو کہاں فرصت کہ وہ اعلائے کلمۂ اسلام کی طرف متوجہ ہوں۔ گذشتہ ایک سو سال کی تاریخ شاہد ہے کہ کسی فرقہ یا طبقۂ علماء نے ایسا گروہ تیار نہیں کیا جو تبلیغ کا فریضہ ادا کرے

-۲-

... ث شریف کے مطابق

مساجدھم عامرۃ وھی

خراب من الھدیٰ

مسلمانوں کے یہ دینی مراکز ہدایت سے خالی ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ دنیا پر چھا جانے والی صلیبی تحریکات کو شکست دیکر اسلام کو دیگر ادیان پر غالب کرے ہمیشہ ماموریں و مرسلین کو ابتداء میں بیشتر طور پر غریب طبقہ کے افراد قبول کرتے ہیں ان پر مظالم ہوتے ہیں۔ ان کو مجلسی اور قومی اور ملکی طور پر کمزور پاکر اعلیٰ طبقہ اور ان کے زیر اثر لوگ پائے استحقار سے ٹھکراتے ہیں۔ اور یہ دلیل ان کے دماغوں میں آتی ہے کہ جب دنیوی طور پر انعامات کے مورد ہم یا ہمارے آقا ہو سکتے ہیں تو یہ مقام ماموریت اور اس مامور پر ایمان لانے کی سعادت کی نعمت سے ہم کیونکر محروم رہ سکتے ہیں ایک طرف یہ طبقہ اپنے جاہ و مال پر اتراتا اور حق سے نبرد آزما ہوتا ہے۔ تو دوسری طرف غریب و بے طاقت اور بے سروسامان جماعت مومنین کو نصرتِ الٰہی کا سہارا حاصل ہوتا ہے۔

(۳)

غریب مومنین میں اللہ تعالیٰ جذبۂ قربانیت پیدا کر دیتا ہے۔ ایک بزرگ حضرت بھائی غلام قادر صاحب مرحوم تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں مددگار کارکن تھے۔ پنشن پانچ چھ روپے ماہوار ہوئی۔ اور سکول میں سٹیشنری وغیرہ کی فروخت کی آمد صفر کے برابر تھی۔ بڑھاپا اور آنکھوں سے قریباً معذوری تھی ان کی اولاد نہ تھی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی طرف سے احرار کی یلغار کے مقابلہ کے لئے "تحریک جدید" کی مبارک تحریک کا آغاز ہوا۔ بھائی جی غور و فکر میں غلطاں و پیچاں ہوئے کہ کس طرح اس کارِ خیر میں شرکت کریں کیونکہ پنشن بمشکل ان کے اخراجات کے لئے مکتفی تھی بالآخر انہوں نے اس طرح اس چندہ میں حصہ لینے کا عزم کیا کہ جو آدھ پاؤ دودھ وہ روزانہ پیتے تھے انہوں نے ترک کر دیا بعض غریب خواتین گھر کی مرغیوں کے انڈے فروخت کر کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں رقم پیش کرتی ہیں۔ محترم میاں محمد عامل صاحب بنگلوری مہاجر قادیان کی اہلیہ محترمہ نے کوئی نصف صدی پہلے ایک تحریک ہونے پر گھر میں اور کچھ نہ پاکر ایک بکری جو تھی پیش کر دی۔

جن احباب کو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرح مال و دولت سے نوازا ہے انہوں نے کمی نہیں کی۔ حضرت عرفانی صاحبؓ کے حساب کی رو سے حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحبؓ (سابق امیر جماعت حیدرآباد و سکندرآباد) اپنی آمد میں سے صرف فی روپیہ ایک آنہ یا ایک پیسہ اپنے استعمال میں لاتے باقی سارا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان سے ظاہر ہونے والے اس اخلاص کے باعث ان کی قبول احمدیت سے پہلے حضرت مصلح موعود کو یہ نظارہ رؤیا میں دکھایا تھا کہ وہ ایک تخت پر بیٹھے ہیں اور آسمان میں ایک شگاف ہے جس سے فرشتے ان پر نور پھینک رہے ہیں اور آپؓ نے یہ تعبیر سمجھی کہ سیٹھ صاحب کو ہدایت ملے گی۔ اور وہ سلسلہ کے لئے مفید وجود ثابت ہوں گے اور آپ کے متعلق حضور نے ایک خطبہ میں فرمایا ہے:-

"میں دیکھتا ہوں کہ وہ سلسلہ کے درد میں اس قدر گداز ہیں کہ ان کی قربانی کو دیکھ کر رشک آتا ہے اور میں ان کو خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت سمجھتا ہوں۔ کاش! کہ ہماری جماعت کے دوسرے دوست اور خصوصاً تاجر پیشہ اصحاب ان کے نمونہ پر چلیں اور ان کے رنگ میں اخلاص دکھلائیں تو سلسلہ کی مالی تنگیاں بھی کافور ہو جائیں اور خدا کی برکات بھی جو قربانیوں پر نازل ہوتی ہیں خاص طور پر نازل ہوں"

(الفضل ۲۶/۱۲/۲۹ و ۶/۱۱/۸)

-۴-

میرے محترم بھائیو اور بہنو! ایک وہ وقت تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تنہا تھے۔ اب ایک کروڑ سے زیادہ افراد پر مشتمل آپ پر ایمان لانے والے موجود ہیں کبھی آپ دینی اخراجات کے لئے چند روپوں کے محتاج ہوتے تھے اب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی اڑھائی کروڑ روپیہ کی تحریک "صد سالہ جوبلی فنڈ" پر جماعت نے بارہ کروڑ روپے کے وعدے کئے اور قریباً تین کروڑ روپے کا سالانہ چندہ اس کے علاوہ ہے اور تراجم قرآن اور تعمیر مساجد و تبلیغ کا کام روز افزوں ہے۔ چونکہ دنیا بھر کی آبادی کو آغوشِ اسلام میں لانے کے لئے ان کے لئے مبلغ، معلم اور لٹریچر مہیا کرنا بہت بھاری قربانیوں کو چاہتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ کفایت اپنے اخراجات میں کریں۔ نوجوان وقت ضائع نہ کریں اور کسبِ مال کی طرف متوجہ ہوں تاکہ یہ روپیہ وہ احمدیت کی ترقی کے لئے خرچ کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فرائض باحسن طریق سرانجام دینے اور دعائیں کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

عطیہ برائے مسجد مبارک و درخواستِ دُعا

مکرم سید شریف احمد صاحب منصوری کینیڈا سے گذشتہ سال جلسہ سالانہ پر قادیان تشریف لائے آپ نے "مسجد مبارک" بیت الذکر دوالان حضرت اماں جان و بیت الدعا میں ٹاٹ (MAT) بچھانے کے لئے عطیہ بھجوانے کا وعدہ کیا تھا۔

مکرم ڈاکٹر سعید احمد صاحب گلاسکو سے گذشتہ سال جلسہ سالانہ پر قادیان تشریف لائے تھے۔ آپ نے بیت الدعا میں قالین بچھانے کے لئے عطیہ بھجوانے کا وعدہ کیا تھا۔

چنانچہ ہر دو احباب نے حسب وعدہ رقوم بھجوا دی ہیں نیز ہر دو اشیاء فراہم کر کے مسجد مبارک اور بیت الدعا میں بچھا دی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمت کو قبول فرمائے

فجزاھما اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

احباب دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت و تندرستی عطا فرمائے۔ انہیں ان کے مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے اپنی رضا کی راہوں پر چلائے اور سلسلہ کی مزید خدمات کی توفیق عطا فرماتا رہے آمین

مرزا وسیم احمد
امیر جماعت احمدیہ قادیان

قائدین کرام فوری توجہ فرمائیں

تمام قائدین مجالس خدام الاحمدیہ بھارت سے درخواست ہے کہ مندرجہ ذیل امور کی طرف فوری توجہ فرمائیں۔

۱۔ تشخیص بجٹ فارم خدام و اطفال برائے سال ۷۹-۱۹۷۸ء مکمل کر کے جلد ارسال فرمائیں

۲۔ فہرست تجنید خدام و اطفال برائے سال ۷۹-۱۹۷۸ء مکمل کر کے جلد مرکز کو ارسال فرمائیں

۳۔ مجلس عاملہ برائے سال ۷۹-۱۹۷۸ء تشکیل کر کے جلد منظوری کیلئے مرکز میں بھجوائیں۔

نوٹ:- جلسہ سالانہ قادیان پر آنے نمائندگان مجالس کو ہدایت فرمائیں کہ وہ دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ سے کارگذاری فارم تشخیص بجٹ فارم تجنید فارم برائے خدام و اطفال رسید بکیں اور لائحہ عمل برائے سال ۷۹-۱۹۷۸ء حاصل کریں۔ نیز حسب ضرورت مرکزی امتحان خدام و اطفال کے نصاب کی کتب بھی قیمتاً حاصل کر سکتے ہیں۔

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

تجدید دین اور خلافتِ احمدیہ

از۔ مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان۔

اسلام کی دائمی حفاظت کا وعدہ

خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسلام کو کامل مذہب قرار دیا ہے اور اس کے بارہ میں واضح الفاظ میں وعدہ فرمایا ہے کہ ہر زمانہ میں اور ہر دور میں اسے خدا تعالیٰ کی حفاظت تائید و نصرت حاصل رہیگی۔ چنانچہ یہ وعدہ خدا تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیات میں بیان فرمایا ہے۔

(۱) "اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ" (پ۱۴۔ آیت ۱۰)

(۲) "وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ .... الاٰية"

(سورۃ النور آیت ۵۶)

(۱)۔ ترجمہ:۔ اس ذکر (قرآن) کو ہم نے ہی اُتارا ہے اور ہم یقیناً اس کی حفاظت کریں گے۔

(۲)۔ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ انکو زمین میں خلیفہ بنادے گا جس طرح اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے ہر دور کے تعلق سے پیش آنے والے حالات اور اُن میں خدا تعالیٰ کی طرف سے جو اسلام کی حفاظت کا انتظام ہے۔ اُس کی خدا تعالیٰ کی طرف سے رہنمائی کی روشنی میں نہایت وضاحت سے تشریح فرمائی ہے۔ آپ کے ارشادات کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے تقریباً ۳۰ سال تک خلافت راشدہ قائم ہوگی اُس کے بعد ملوکیت کا دور شروع ہو جائے گا۔ اور اسلامی خیر و برکت کا بہترین زمانہ تبع تابعین تک رہے گا۔ اُس کے بعد وسطی زمانہ میں لوگوں میں جھوٹ پھیل جائے گا اور اس دور کے لوگوں کا نام آپ نے فیج اعوج رکھا ہے اور اُن کے بارہ میں فرمایا ہے۔ "لَيْسُوْا مِنِّيْ وَلَسْتُ مِنْهُمْ" اُس کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا ذکر فرما کر حضور خاموش ہو گئے اور خلافت راشدہ اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے درمیانی وقفہ کے بارہ میں حضور نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَاْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا۔ اب اگر خلافت راشدہ اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے درمیانی وقفہ میں کوئی فرق نہیں تھا۔ تو حضور درمیانی لوگوں کے لئے فیج اعوج کا لفظ استعمال نہ فرماتے۔ لیکن جہاں تک اسلام کی حفاظت کا سوال ہے قرآن مجید کی دوسری آیات مثلاً کونوا مع الصادقین وغیرہ کو مدنظر رکھ کر نیز فعلِ الٰہی سے اِس کے ظہور کی عملی صورت کے مطالعہ سے اِس کا یہی مفہوم ثابت ہے کہ اِس دور میں ایسے لوگوں کی کم از کم اتنی تعداد ہر ملک اور ہر دور میں تجدید دین سر انجام دینے کے لئے ہمیشہ قائم رہنی ضروری تھی اور بفضلہٖ اب تک عملاً قائم رہی ہے۔ وگرنہ اسلام کبھی محفوظ نہ رہ سکتا۔ لیکن جہاں تک اسلامی برکات و فیوض کا تعلق ہے اس کے بارہ میں حضور نے خاص طور پر دورِ صحابہؓ اور دَور امام مہدی علیہ السلام دونوں کا ذکر کرکے ان دو ادوار کو برکات و فیوض کے لحاظ سے بہترین ادوار قرار دیا ہے فانّ مع العسر یسرًا ان مع العسر یسرًا میں بھی ایک عسر کے مقابلہ میں دو یسروں کا ذکر ہے اور قرآن مجید کی آیات ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ نیز وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ میں بھی یہی ذکر ہے۔

اسلام زندہ مذہب ہے

خدا تعالیٰ نے اسلام کو ایسا مذہب قرار دیا ہے کہ جس کی مثال شجرہ طیبہ سے دی ہے۔ جس کی جڑیں زمین کی پاتال تک ہیں اور شاخیں آسمان میں پھیلی ہوئی ہیں اور یہ شجرہ طیبہ ہر زمانہ میں اپنے رب کے اذن سے تازہ بتازہ پھلوں سے اپنی سرسبزی و شادابی نیز زندہ مذہب ہونے کا ثبوت بہم پہنچاتا ہے۔ غرضیکہ اس لحاظ سے اسلام وہ درخت ہے جو عین چشمہ میں کھڑا ہے اور جس کی جڑوں میں ہر وقت پانی جذب ہوتا رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ درخت تازہ اور سرسبز رہتا ہے۔ اُس کی ٹہنیاں نرم پتے سرسبز۔ پھول خوشبودار اور پھل شیریں اور تازہ بتازہ ہیں۔ مگر دوسرے مذاہب اُس درخت کی طرح ہیں جو کہ پانی کی بہت ضرورت رکھتا ہو اور خشکی سے اُس کی چھال گر رہی ہو اور جس کے اردگرد کوسوں تک پانی کا نام و نشان نہ ہو۔ جس کے پتے گر گئے ہوں پھل کبھی لگا ہی نہ ہو۔ پس کیا وہ درخت جو کہ چشمہ میں ہے نفع رساں ہے یا وہ جو خشک کھڑا ہے۔ سبز درخت سے تو بہت سے فائدے اُٹھائے جا سکتے ہیں۔ مگر خشک درخت سے سوائے ایندھن کے اور کیا کام لیا جا سکتا ہے۔

تجدید دین کا مفہوم

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے فارسی کلام میں فرماتے ہیں ؎

گفت پیغمبر ستودہ صفات
از خدائے علیم مخفیّات
بر سرِ صدی بروں آید
آنکہ ایں کار راہمے شاید
تا شود پاک ملّت از بدعات
تا بیابند خلق زو برکات

ترجمہ:۔ پیغمبر ستودہ صفات نے خدائے غیب دان سے علم پا کر کہا ہے کہ ہر صدی کے سر پر ایسا شخص ظاہر ہوتا ہے جو اِس کام کے لائق ہوتا ہے۔ تاکہ مذہب بدعات سے پاک ہو جائے اور مخلوق اُس سے برکت حاصل کرے۔

مفہوم خلافت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔ اسی واسطے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو۔ کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دُنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تاقیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا۔ تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔"

(شہادت القرآن صفحہ ۵۷، ۵۸)

تجدید دین کے بارہ میں غلط فہمی کا ازالہ

اِس خصوص میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

"مجددین کے متعلق لوگوں میں یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ ایک ہی مجدد ساری دنیا کی طرف منسوب ہوتا ہے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہر ملک اور ہر علاقہ میں اللہ تعالیٰ مجدد پیدا کیا کرتا ہے۔ مگر لوگ قومی یا ملکی لحاظ سے اپنی قوم اور اپنے ملک کے مجدد کو ہی ساری دنیا کا مجدد سمجھ لیتے ہیں۔ حالانکہ جب اسلام ساری دنیا کے لئے ہے تو ضروری ہے کہ دنیا کے مختلف علاقوں اور مختلف ملکوں میں مختلف مجددین کھڑے ہوں۔ حضرت سید احمد بریلوی بیشک مجدد تھے۔ مگر وہ ساری دنیا کے لئے نہیں تھے۔ بلکہ صرف ہندوستان کے مجدد تھے۔ اگر کہا جائے کہ وہ ساری دنیا کے مجدد تھے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اُنہوں نے عرب کو کیا ہدایت دی۔ اُنہوں نے مصر کو کیا ہدایت دی۔ اُنہوں نے ایران کو کیا ہدایت دی۔ اُنہوں نے افغانستان کو کیا دی۔ ان ملکوں کی ہدایت کے لئے انہوں نے کوئی کام نہیں کیا۔ لیکن اگر ان ممالک کی تاریخ دیکھی جائے تو ان میں بھی ایسے لوگ نظر آتے ہیں جو صاحبِ وحی اور صاحب الہام تھے اور جنہوں نے اپنے ملک کی رہنمائی کا فرض سرانجام دیا۔ پس وہ بھی اپنی جگہ پر مجدد تھے۔ فرق صرف یہ ہے کہ کوئی بڑا مجدد ہوتا ہے اور کوئی چھوٹا۔ ہندوستان میں آنے والے مجددین کی اہمیت اس لئے ہے کہ وہ اس ملک میں آئے جہاں مسیح موعود علیہ السلام نے آنا تھا اور اس طرح اُن کا وجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بطور ارہاص تھا۔ ورنہ ہمارا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ صرف یہی مجدد ہیں۔ باقی دنیا مجددوں سے خالی رہی ہے۔ ہر شخص جو الہام کے ساتھ تجدید کا کام کرتا ہے وہ روحانی مجدد ہے۔ ہر شخص جو اسلام اور مسلمانوں کے لئے تجدید کا کوئی کام کرتا ہے وہ مجدد ہے۔ چاہے وہ روحانی مجدد نہ ہو۔ جیسے میں نے کئی دفعہ مثال دی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ فرمایا کہ اورنگ زیبؒ بھی مجدد تھا۔ حالانکہ اورنگ زیبؒ کو خود الہام کا دعویٰ نہیں تھا۔"

(تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ دوم صفحہ ۳۸۹)

مجددین کے ظہور کا ذکر اوپر آچکا ہے کہ کب ہوتا ہے لیکن انبیاء دُنیا میں اُس وقت آتے ہیں جب دُنیا فساد اور خرابی سے بھر جاتی ہے اور خلافت کا قیام اُس وقت عمل میں آتا ہے جبکہ تمام کے تمام نبی کے متبعین ایمان اور عمل صالح پر قائم ہوتے ہیں مگر درمیانی زمانہ اُن کے وجود سے محروم ہوتا ہے اس لئے کہ نہ اُس وقت مرض ہی شدید ہوتی ہے کہ نبی کا آنا ضروری ہو اور نہ ہی قوم اتنی صحت مند ہوتی ہے کہ خلفاء اُن سے کام لے سکیں۔

خلافت احمدیہ کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان

حضورؑ اپنے رسالہ الوصیت میں فرماتے ہیں:۔

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤنگا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اِس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دونگا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آئے تا بعد اُس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھائیگا۔ جس کا اُس نے وعدہ فرمایا ہے"

(الوصیت صفحہ ۸-۷)

پھر حضورؑ نے اسی کتاب میں دوسری قدرت کا مفہوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت کے حالات بیان فرما کر جو صحابہؓ کو حضور کی وفات سے ابتلا پیش آیا تھا۔ اُس سے مخلصی کی صورت حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا قیام قرار دیا ہے اور اِس طرح قدرتِ ثانیہ کا خود ہی مفہوم واضح فرما دیا ہے اور سمجھا دیا ہے کہ آپ کے ماننے والوں کو نہ ماننے والوں پر دائمی غلبہ کا وعدہ خلافت کے جاری و ساری رہنے سے پورا ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ما کانت نبوۃ قط الّا تبعتھا خلافۃ سے بھی مندرجہ بالا وضاحت کی تصدیق ثابت ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے بھی اپنے مترادف الفاظ میں اپنے ماننے والوں کو خلافت کی خوشخبری دی ہے۔ جیسا کہ یوحنا باب ۱۴ آیت ۱۶ میں یہ عبارت درج ہے۔

"میں باپ سے درخواست کرونگا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے"

جماعت احمدیہ میں خلافت کا قیام بموجب وصیت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جماعت کا خلافت پر اجماع

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد ساری جماعت نے متفقہ طور پر حضرت حکیم الامت مولانا نورالدین صاحبؓ کو قدرتِ ثانیہ کا پہلا مظہر قرار دیا اور آپ کے ہاتھ پر حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی حیثیت سے بیعت کی۔ چنانچہ اِس بیعت میں وہ لوگ سارے کے سارے شامل تھے جو بعد میں پیغامیوں کی شکل اختیار کرکے خلافت سے الگ ہوگئے تھے۔ مگر اُنہوں نے الگ رہ کر اچھی طرح دیکھ لیا کہ اُن کو خلافت کے مقابلہ میں باوجود بلند بانگ دعاوی کے کچھ بھی کامیابی نہ ہوئی اور وہ ڈھاک کے تین پات کی طرح ہی رہے اور یہ گروہ یا تو ویسے مٹتا چلا گیا اور یا پھر جن میں ایمان کی کچھ رمق تھی اُن کو خدا تعالیٰ نے اُن میں سے پکڑ پکڑ کر خلافت احمدیہ کے ساتھ دوبارہ منسلک ہونے کی توفیق عطا فرمائی اور جو تھوڑے بہت باقی رہ گئے ہیں۔ اب تو اُن کی زبان پر بعد از خرابیٔ بسیار اعتراف حقیقت کے کلمات نکل رہے ہیں کہ قدرتِ ثانیہ سے کیا مراد تھی اور یہ کہ مندرجہ بالا وعدوں کا پورا ہونا خلافت سے وابستگی کے بغیر ممکن نہیں۔ جیسا کہ اُن کا اخبار پیغام صلح حضرت خلیفہ اوّلؓ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

"حضرت مولانا (نورالدین صاحبؓ) کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام جماعت نے بالاجماع خلیفہ منتخب کیا اور آپ کا چھ سالہ دور خلافت مسیح موعودؑ کے دور ماموریت کا گویا تتمہ تھا۔ جس کے دوران جماعت نے قدرتِ ثانیہ کی وہ شان دیکھی جس کی خوشخبری مسیح موعودؑ نے الوصیت میں دی تھی"

(پیغام صلح ۵ اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۳)

خاکسار حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی مندرجہ ذیل نصیحت پر اپنے مضمون کو ختم کرتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"ہر احمدی کو یہ اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کے بعد مجددین کی آمد کا سلسلہ بند ہو گیا ہے اور خدا تعالیٰ نے محض اپنے کرم سے انبیاء کے طریق پر نظام خلافت کو قائم فرمایا ہے اور خلفاء بلاشبہ مجددین ہیں اس نظام کو غیر معمولی محبت۔ ملاثیت اور ناقابل شکست وفاداری کے ساتھ محفوظ رکھنا ہے۔ اسلام کی برتری کے لئے یہ بات صرف موجودہ نسل کو ہی ذہن میں نہیں رکھنی چاہیئے بلکہ آئیندہ نسلوں کے دلوں میں بھی اس بات کو راسخ کر دینا چاہیئے۔ میری دُعا ہے کہ ربِّ کریم آپ کا رہنما ہو اور آپ کی تمام کارگزاریوں میں آپ کا حامی و ناصر ہو آمین" (بدر ۲۳ مارچ ۱۹۷۸ء)

خدا تعالیٰ ساری جماعت کو حضور کے ارشاد پر صحیح معنوں میں عمل کرنے کی توفیق بخشے آمین ثم آمین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین ٭

اخبار بدر

کی توسیع اشاعت کیلئے ہر احمدی دوست کو تعاون دینا چاہیئے

ہفتہ وار اخبار بدر جماعت احمدیہ کے مرکز قادیان سے نکلتا ہے۔ یہ جماعت احمدیہ کا ترجمان اور تبلیغ و تربیت کا بہترین ذریعہ ہے۔

اس مرکزی آرگن میں اللہ تعالیٰ کی ہستی۔ قرآن مجید کے فضائل۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور پاکیزہ زندگی اور بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود و مہدی علیہ السلام کے فرمودات اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روح پرور خطبات اور علمی۔ تحقیقی و تربیتی پہلوؤں پر مضامین ہوتے ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و عافیت اور جماعت احمدیہ کے مرکز کے حالات صدر انجمن احمدیہ و نظارتوں کے اعلانات بھی شائع ہوتے ہیں۔ اس لئے ہر احمدی گھرانے میں یہ اخبار بدر پہنچنا چاہیئے۔ اس طرح احباب جماعت اور اُن کے افراد خاندان کو بھی اخبار بدر کے مطالعہ سے نظام سلسلہ سے ایک خاص لگاؤ پیدا ہوگا۔ اس لئے ہر احمدی دوست کو اخبار بدر کی توسیع اشاعت میں حصہ لینا چاہیئے۔

چونکہ اخبار بدر غیر از جماعت احباب میں تبلیغ کا بھی ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ اس لئے جماعت کے مخیر دوستوں کو اخبار بدر زیر تبلیغ احباب اور علمی حلقوں اور اداروں کے نام جاری کرانا چاہیئے۔

اخبار بدر کا سالانہ چندہ ہندوستان کے لئے ۱۵/- روپے ہے۔ غیر از جماعت دوستوں کے نام اور طلباء کے لئے نصف رعائتی قیمت پر اخبار بدر جاری کرایا جاسکتا ہے۔

احباب اخبار بدر کی توسیع اشاعت میں حصہ لے کر عند اللہ ماجور ہوں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

پتہ مطلوب ہے

مکرم بشیر احمد صاحب ابن مکرم محمد علی صاحب ساکن ناندیڑ کی پینشن کی منظوری کے کاغذات یہاں قادیان کے ایڈریس پر موصول ہو گئے ہیں۔ نظارت ہذا نے اپنے طور پر مختلف جگہوں پر خطوط لکھ کر اُنکا پتہ دریافت کیا لیکن ہنوز ان کا پتہ موصول نہیں ہو سکا ہذا اگر کسی دوست کو اُنکا پورا پتہ معلوم ہو یا وہ خود اس اعلان کو پڑھیں تو پتہ ذیل پر مطلع کریں۔

ایڈیشنل ناظر امور عامہ
محلہ احمدیہ قادیان - ۱۴۳۵۱۶ پنجاب -

احباب جماعت کی مالی ذمہ داریاں اور اُس کی برکات

از۔ محترم چودھری محمود احمد صاحب عارف ناظر بیت المال آمد قادیان

چشمِ تصور سے ماضی کو پھاندتے ہوئے انیسویں صدی کے آخر پر جب نظر پڑتی ہے تو ایک عجیب نظارہ سامنے آتا ہے۔ دینِ اسلام جو ایک طویل عرصہ تک تمام عالم پر اپنی شوکت و عظمت کا پرچم لہراتا رہا وہ نہایت کسمپرسی کی حالت میں پڑا دکھائی دیتا ہے۔ ادیانِ باطلہ کے تابڑ توڑ حملے اور جارحانہ کارروائیاں عروج پر پہنچی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ محسنِ انسانیت حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے تاباں چہرے کو گرد آلود کرنے کی ناپاک کوششیں کیں۔ اسلام کے خلاف دل آزار کتابیں شائع کیں اور اسکی تعلیمات پر بیہودہ اعتراضات کی بھرمار کی۔ الغرض مخالفین اسلام نے اسلام پر ہر طرح کا ظلم روا رکھا اور اس کو صفحۂ ہستی سے نابود کرنے کی بھرپور کوشش کرنے لگے۔ بیگانے تو بیگانے اپنوں نے بھی اس کی بوٹیاں نوچ لی تھیں اور وہ ایک ایسے جسم کی طرح ہوگیا تھا جس سے اُس کی روح نکل کر ثریا ستارے پر جا پہنچی ہو۔ تب اسلام کے خدا کی غیرت جوش میں آئی اور اُس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو از سرِ نو دلوں میں قائم کرنے کے لئے اور اسلام کو پھر ایک بار ہمیشہ کے لئے سربلندی بخشنے کے لئے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو مسیح موعود اور مہدی معہود بنا کر مبعوث فرمایا اور اس مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد خود حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمایا تھا کہ یحی الدین ویقیم الشریعۃ یعنی وہ بطلِ جلیل دین اسلام کے احیاء اور شریعت کے قیام کا مقدس مشن لے کر دنیا میں ظاہر ہوگا۔ خدا تعالےٰ نے جہاں حضور علیہ السلام کو دیگر تائیدات سماوی سے نوازا وہاں یہ بھی بشارت دی کہ ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء۔ یعنی ہم ایسے لوگوں سے تیری مدد کریں گے جنہیں ہم تیری مدد کے لئے آسمان سے خود وحی کریں گے۔ یہ ہم پر خدا تعالےٰ کا بے انتہا فضل و کرم ہے کہ ہمیں بھی اس پاک جماعت میں شامل ہونے کی سعادت عطا ہوئی الحمد للہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس مشن کو دُنیا بھر میں قائم کرنا تمام جماعت کا مشترک فریضہ ہے اور اس کے لئے جہاں دیگر تمام شعبوں میں قربانی اور خدمت کرنے والے مخلصین کی ضرورت ہے وہاں مالی قربانی یعنی انفاق فی سبیل اللہ کی ضرورت اور غیر معمولی اہمیت بھی ظاہر ہے۔ کیونکہ سلسلۂ اسباب وعلل کے ماتحت ہر کام کو چلانے کے لئے روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے اس لحاظ سے موجودہ زمانہ کے تقاضوں اور ضروریات کے پیشِ نظر مالی خدمت کو دین کا اگر نصف حصّہ قرار دیا جائے تو اس میں کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سلسلہ احمدیہ کے قیام کا مقصد مندرجہ ذیل الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے وہ کیا ہے؟ ہمارا اِسی راہ میں مرنا یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے اس اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالیٰ اب چاہتا ہے۔ اور ضرور تھا کہ وہ اس مہمِ عظیم کے رُوبراہ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان کارخانہ جو ہر ایک پہلو سے مؤثر ہو اپنی طرف سے قائم کرتا سو اس حکیم و قدیر نے اس عاجز کو اصلاح خلق کے لئے بھیج کر ایسا ہی کیا اور دنیا کو حق اور راستی کی طرف کھینچنے کے لئے کئی شاخوں پر امر تائیدِ حق اور اشاعتِ اسلام کو منقسم کر دیا۔" (فتح اسلام)

اسی طرح حضور علیہ السلام ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:۔

"اور تم اے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے درختِ وجود کی سرسبز شاخو! جو خدا تعالےٰ کی رحمت سے جو تم پر ہے۔ میرے سلسلۂ بیعت میں داخل ہو اور اپنی زندگی اپنا آرام اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ میں جو کچھ کہوں تم اُسے قبول کرنا اپنی سعادت سمجھو گے اور جہاں تک تمہاری طاقت ہے دریغ نہیں کرو گے لیکن میں اس خدمت کے لئے معین طور پر اپنی زبان سے تم پر فرض نہیں کر سکتا تاکہ تمہاری خدمتیں نہ میرے کہنے کی مجبوری سے بلکہ اپنی خوشی سے ہوں۔"

ان روح پرور اقتباسات کی روشنی میں مختصراً بیان کیا جاتا ہے کہ جماعت احمدیہ کا وسیع مالی نظام لازمی اور طوعی دو قسم کے چندہ جات پر مشتمل ہے۔ لازمی چندہ جات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ حضور کے زمانہ میں جاری ہوئے جو ہر برسرِ روزگار احمدی پر لازم ہیں۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

۱۔ چندہ عام:۔ ہر قسم کی آمد کا سولھواں حصّہ ادا کرنا ہوتا ہے۔ اور اسکی ادائیگی کی خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی تاکید فرمائی ہے۔

۲۔ چندہ جلسہ سالانہ:۔ اخراجات جلسہ سالانہ پورے کرنے کے لئے کل آمد کا ۱/۱۰ حصّہ بطور چندہ جلسہ سالانہ ادا کرنا ہوتا ہے۔ گویا سال میں صرف ایک ماہ کی آمد کا بیسواں حصّہ ادا کرنا لازمی ہے۔ یہ وہی چندہ ہے جس کے ذریعہ اُس عظیم الشان سالانہ جلسہ کے اخراجاتِ طعام و قیام کا انتظام کیا جاتا ہے جس کی بنیاد خود اللہ تعالےٰ نے اپنے مسیح موعودؑ کے ہاتھوں رکھوائی ہے۔

۳۔ حصّہ آمد:۔ جو احباب وصیت کے مبارک نظام میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کرتے ہیں دسویں حصّہ سے ایک تہائی تک جتنے حصّہ کی وصیت کریں وہ بجائے چندہ عام کے اس قدر چندہ کے ہر ماہ ادا کرنے کے پابند ہوتے ہیں۔ ان تمام لازمی چندہ جات کی وصولی اور بجٹ کو پورا کرنے کی ذمہ داری نظارت بیت المال آمد پر ہے۔ اور صدر انجمن احمدیہ کے وسیع مالی نظام میں یہ تمام چندے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جس کا سال ابتدا مئی تا آخری اپریل شمار ہوتا ہے۔ اس عرصہ میں بجٹ کے مطابق چندہ کی ادائیگی ضروری ہوتی ہے۔

ان لازمی چندہ جات کے علاوہ حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے عہد مبارک میں متعدد دیگر طوعی تحریکات بھی جاری کی گئی ہیں۔ جن میں مخلصین جماعت کی ایک بڑی تعداد اپنی رضاء و رغبت سے بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہے۔ مثلاً

۱۔ تحریکِ جدید:۔ یہ تحریک حضرت مصلح موعودؓ نے ۱۹۳۴ء میں جاری فرمائی تھی۔ اکناف عالم میں پھیلا ہوا جماعت احمدیہ کا وسیع تبلیغی نظام اس تحریک کا مرہونِ منت ہے۔ اس کی شرح فی کس کم از کم ۱۲/- روپے سالانہ ہے۔ اور اس کے سالانہ بجٹ کو پورا کرنے کی ذمہ داری انجمن احمدیہ تحریک جدید پر ہے۔ جس کا مالی سال یکم نومبر سے شروع ہو کر ۳۱؍ اکتوبر تک ختم ہوتا ہے۔

۲۔ وقفِ جدید:۔ دیہی علاقوں میں جماعت کی تبلیغی و تربیتی سرگرمیوں کو تیز کرنے کے لئے یہ تحریک بھی حضرت مصلح موعودؓ کی جاری فرمودہ ہے۔ اور اس کی شرح بھی فی کس کم از کم ۱۲/- روپے سالانہ ہے۔ اب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے وقفِ جدید کے چندہ کی بیشتر ذمہ داری احمدی بچوں اور بچیوں پر ڈالی ہے۔ اور حضور نے اُن کے لئے اس کی شرح ۶/- روپے فی کس سالانہ مقرر فرمائی ہے۔ اس چندہ کی وصولی کی ذمہ داری انجمن احمدیہ وقف جدید پر ہے۔ جس کا مالی سال یکم جنوری سے شروع ہو کر ۳۱؍ دسمبر تک ختم ہو جاتا ہے۔

۳۔ درویش فنڈ:۔ درویشان قادیان کی عظیم قربانیوں اور خدمات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اُنکی بنیادی ضروریات کو پورا کرنا اور اس طرح انھیں پوری فارغ البالی و ذہنی یکسوئی کے ساتھ حفاظت مرکز سے متعلق اپنی عظیم جماعتی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے مواقع بہم پہنچانا جماعتی رنگ میں ہر احمدی پر فرض ہے۔ اور جماعت میں اس اہم فریضہ کا احساس پیدا کرنے کے لئے ہی یہ تحریک حضرت المصلح الموعودؓ نے جاری فرمائی تھی۔ جس میں بہت سے مخلص اور مخیّر احباب بڑھ چڑھ کر حصّہ لے رہے ہیں۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ذیل کے ارشادات سے اس چندہ کی اہمیت واضح ہے۔ حضور نے فرمایا:۔

"درویشان قادیان جو اپنے ذرائع معاش کے انتخاب میں آپ کی طرح آزاد نہیں جن کا میدان عمل قادیان کی مختصر بستی تک محدود ہے وہ وہاں اپنی ساری جماعت کی نمائندگی کر رہے ہیں دُنیا باوجود اپنی وسعتوں کے اُن کے لئے محدود ہو کر رہ گئی ہے اُن کے ذرائع معاش محدود ہیں اُن کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے خیرات کے طور پر نہیں بلکہ قدردانی اور محبت کے جذبات کے ساتھ اُن کی ہر طرح امداد کریں۔"

۴۔ جوبلی فنڈ:۔ غلبۂ اسلام کی آنے والی صدی کے استقبال کے لئے مہتم بالشان منصوبہ پر مشتمل حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جانب سے جاری فرمودہ یہ تحریک سولہ سال کے عرصہ پر حاوی ہے جس میں سے اب تک پانچ سال کا عرصہ گزر چکا ہے مخلصین جماعت نے اپنے پیارے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جس جوش و خروش کے ساتھ اس تحریک میں حصّہ لیا ہے۔ وہ اپنی مثال آپ ہے۔

۵۔ شادی فنڈ:۔ جملہ افراد جماعت اپنی خوشیوں کے مواقع پر خصوصاً شادی بیاہ پر

(باقی ملاحظہ کیجئے صفحہ ۲۲ کالم ۳ پر)

اِیلی اِیلی لَمَا سَبقتانی!

مکرم شیخ عبد القادر صاحب ۲۱۵ رستم پارک نواں کوٹ لاھور

احباب کو یاد ہوگا کہ بدر کی اشاعت مجریہ ۲۰ رجولائی ۱۹۷۸ء میں "ایلی ایلی لَمَا سَبقتانی" کے کلمات کے ضمن میں محترم پروفیسر فدا محمد حسنین صاحب آف سرینگر کا ایک مضمون شائع ہوا تھا اور جس میں پروفیسر صاحب موصوف نے اس بارہ میں مزید تحقیق کی دعوت دی تھی۔ چنانچہ بدر کی اشاعت مجریہ ۲ر نومبر ۱۹۷۸ء میں اس سلسلہ میں محترم سید عبد العزیز صاحب آف نیوجرسی (امریکہ) کا ایک مضمون شائع کیا گیا تھا اب اسی سلسلہ میں ایک تحقیقی مضمون محترم شیخ عبد القادر صاحب محقق عیسائیت مقیم لاہور نے رقم فرمایا ہے۔ جو قارئین بدر کے علمی استفادہ کے لئے ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

انجیل مرقس میں ہے۔

"اور جب چھٹی گھڑی ہوئی تو نویں گھڑی تک سارے ملک میں تاریکی چھا گئی اور نویں گھڑی یسوع اونچی آواز سے چلایا اِلوہی اِلوہی لَمَا شَبقتانی۔"

جس کا ترجمہ یہ ہے اے میرے خدا۔ اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔

(انجیل مرقس ۱۵/۳۴ کیتھولک بائیبل مطبوعہ سوسائٹی آف سینٹ پال ورما ۱۹۵۸ء)

(۲)

انجیل متی میں کلمۂ صلیب ذرا مختلف ہے ایلی ایلی لَمَا شبقتانی — کے الفاظ ہیں۔ (متی ۲۷/۴۶)

یہی لفظ کے شروع میں سین اور شین دونو طرح ادا ہے۔

(۳)

انجیل پطرس میں جو کہ مصر کے آثار سے ملی ہے اس کلمہ کا ترجمہ بایں الفاظ ہے۔

My Power o Power Thou Hast Forsaken me.

میری طاقت اے قوت تو نے مجھے چھوڑ دیا ہے۔

NEW TESTAMENT APOCRYPHA E; HENNECKE P—184

یہاں قادر توانا کو "طاقت" یا "قوت" کہا گیا ہے۔ کیونکہ عبرانی میں "ایلی" کے معنے "زور" "زور والا" الٰہ۔ اللہ کے ہیں۔ انجیل پطرس میں "کیوں چھوڑ دیا" کی بجائے "تو نے مجھے چھوڑ دیا" کے الفاظ ہیں۔

(۴)

مصر کے آثار سے انجیل فلپ ملی ہے اس میں کلمہ صلیب بایں الفاظ ہے۔

my god my god why o Lord Have you Forsaken me.

The Nagham madi library in English. P-141

میرے خدا۔ میرے خدا۔ میرے آقا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔

(اس ترجمہ میں "میرے آقا" زائد ہے)

(۵)

چارلس کٹلہ ٹوری نے "دی فور گاسپل" کے نام سے اناجیل اربعہ کا ترجمہ شائع کیا ہے۔ اس میں متن سے یہ فقرہ کہ کلمۂ صلیب کے "معنے یہ ہیں اے میرے خدا۔ اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا" حذف کر دیا گیا کیونکہ ٹوری کے نزدیک یہ معنے آرامی سے یونانی ترجمہ کے وقت ایزاد ہوئے۔

(ملاحظہ ہو حاشیہ متی ۲۷/۴۶ مرقس ۱۵/۳۴)

(۶)

یہ مسلّم ہے کہ حضرت مسیح کی مادری زبان آرامی تھی۔ مرقس کے نزدیک آپ نے آرامی میں یہ کلمہ ادا کیا متی کے نزدیک عبرانی میں آرامی میں "ایلی" کی جگہ "اِلاھی" ہے۔ چنانچہ انجیل مرقس میں آرامی کا التزام ہے اور ایلی ایلی کی بجائے "اِلاھی اِلاھی" ہے۔

(۷)

یہ امر ظاہر ہے کہ یہ کلمہ زبور کا ایک دعائیہ کلمہ ہے۔ جو اپنی زبان میں حضرت مسیح نے ادا کیا۔ زبور ۲۲ کے الفاظ یہ ہیں۔

"ایلی ایلی لَمَہ عَزَبتنی"

اے میرے خدا۔ اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔

اس زبور میں بطور پیشگوئی کے مصائب صلیب بیان ہوئے ہیں۔

(۸)

وادیٔ قمران کے غاروں سے "صادق استاد" کی مناجات کی کتاب ملی ہے بعض علماء اس خیال کے ہیں کہ "صادق استاد" سے مراد حضرت مسیح علیہ السلام ہیں۔ یہ نظریہ اس لحاظ سے بھی درست ہے کہ کتاب مناجات میں صادق استاد کے صلیبی مصائب کی طرف اشارہ ہے۔ مثلاً نظم ۸ میں ہے کہ میرے منہ سے اضطراراً ایک کلمہ معصیت نکلا کہ مجھے چھوڑ دیا گیا۔ تیرے عہد نے مجھے ترک کر دیا لیکن تیرے دست قدرت اور عظیم رحمت کو میں نے یاد کیا۔ اس کا منظاہرہ دیکھا تو میں جی اُٹھا۔ اٹھ کھڑا ہوا۔ اور میری روح اس تعذیب کا سامنا کرنے کے بعد بحال ہوگئی۔

نظم ۸ میں ہے۔

اے میرے خدا تو نے مجھے میری روح کی کربناکی کے دوران چھوڑ تو نہیں دیا تھا تو نے میرے چلانے کو سنا جبکہ میری روح تلخی میں ڈوبی ہوئی تھی جب میں کراہنے لگا تو تو نے میری دُکھ بھری شکایت پر نظر کی۔ تو نے شیروں کی کچھار میں ایک غریب کی جان کو محفوظ کر دیا۔

The Dead Sea scrolls in English.

G-ver meb. P. 164-165

۱ اس عبرانی نظم میں زبور ۲۲ والے کلمہ کی طرح لاعزبتنی کے الفاظ ہیں۔ اے میرے خدا تو نے مجھے چھوڑا نہیں۔

۲ زبور میں لَمَا عزبتنی ہے۔ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔

۳ مذکورہ نظم میں لاعزبتنی ہے۔ چھوڑ نہیں دیا۔

(۹)

ایک ایسینی مکتوب میں جو کہ سکندریہ کی ایک پرانی خانقاہ سے برآمد ہوا ہے یہ لکھا ہے کہ حضرت مسیح کی زبان پر دراصل زبور ۲۲ کی دعائیں تھیں۔ یہ زبور اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ کے الفاظ سے شروع ہوتی ہے۔ اس مکتوب میں صداقت موجود ہے لیکن علماء اُسے مستند نہیں مانتے۔ اب فری سینی سوسائٹی نیویارک نے اس مکتوب کو شائع کیا ہے۔

(۱۰)

مصر کے آثار سے ملنے والی انجیل فلپ میں کلمۂ صلیب والی عبارت مکمل نہیں ہے۔ بعض جگہ اُڑی ہوئی ہے۔ جیسر سن عالم Dr. SCHENKE نے الفاظ معدوم کو بحال کیا ہے۔ ان کے ترجمہ کے مطابق انجیل فلپ کی عبارت یوں ہے۔

"میرے خدا۔ میرے خدا اے میرے آقا۔ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا اس نے (یہ کہا۔ تو خدا تعالیٰ کے) رحم و کرم کو صلیب پر پالیا .... اللہ تعالیٰ نے اُسے مُردوں میں سے اُٹھا لیا اور دوبارہ پھر وہ اس مصیبت سے نہیں گزرا بلکہ اس کا بدن بالکل ٹھیک ہوگیا۔ اگرچہ وہ گوشت پوست کا بنا ہوا تھا۔"

The Gospel of Philip by R.M. Wilson. P. 135

اس انجیل میں ہے۔

"جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یسوع پہلے مر گیا۔ اور پھر اُٹھ کھڑا ہوا۔ وہ غلطی پر ہیں۔ وہ پہلے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور پھر اس کی وفات ہوئی۔"

(انجیل فلپ ص ۸۵)

ظاہر ہے کہ مضطربانہ دعاؤں کے نتیجہ میں حضرت مسیح علیہ السلام صلیبی موت سے بچائے گئے۔ موت کی سیج سے وہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ وفات انکی بعد میں ہوئی ہے۔

(۱۱)

قرون اولیٰ میں باطنی فرقہ کے عیسائی اس کلمہ کے معنوں کو سمجھے نہیں۔ وہ ماننے لگے کہ بپتسمہ کے وقت حضرت مسیح پر روح القدس کبوتر کی شکل میں نازل ہوا تھا۔ وہ ساعت صلیب میں جُدا ہوگیا۔ یا معیّتِ خدا وندی میں رخنہ پڑ گیا۔ ذات حق سے آپ جُدا ہو گئے تھے۔ جب مردوں میں سے زندہ ہوئے تو پھر الحاق ہوگیا۔ یہ معنے درست نہیں ہیں دراصل یہ کلمہ متیٰ نصر اللہ کے معنوں میں ہے۔ زبور ۲۲ اس کا ماخذ ہے زبور کے الفاظ ہیں۔

"اے میرے خدا۔ اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا ہے تو میری التجا اور میری فریاد کی آواز سے کیوں دور رہتا ہے۔ اے میرے خدا میں دن کو پکارتا ہوں پر تو نہیں سنتا اور رات کو بھی۔"

ظاہر ہے کہ ان الفاظ میں ایک عارفانہ دعا اور عاشقانہ شکایت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت کو جوش میں لانے کے لئے ایک مضطربانہ پکار ہے۔ اس کے ہرگز یہ معنے نہیں ہیں کہ معیّتِ خداوندی سے فریاد کرنے والا محروم ہوگیا۔ قبض و بسط کے حالات انبیاء پر بھی آتے ہیں۔ (باقی صفحہ ۲۷ کالم ۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

موجودہ عیسائیت کی حقیقت

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مدراس

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے ایک خطبہ میں فرماتے ہیں:۔

"اس وقت اسلام پر سب سے زبردست حملہ عیسائیت کر رہی ہے اور دوسرے نمبر پر دہریت یعنی وہ جو خدا کے وجود سے ہی انکار کر رہے ہیں عیسائیت کو یہ وہم ہو گیا تھا کہ وہ بیسویں صدی کے شروع میں ساری دنیا کو اسلام سے لے کر جیسکو خداوند یسوع مسیح کہتے ہیں جیت لیں گے لیکن عین وقت پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا اور ان کے اس وہم کو دور کر دیا۔ لیکن ایسی طاغوتی طاقتوں کا سر جو اس شکل میں اور اس رنگ میں ظاہر ہوا تھا پوری طرح کچلا نہیں گیا اور ڈسپیریٹ (DESPERATE) ہو کر خائف ہو کر جائز اور ناجائز طریق کو اختیار کرنے پر عیسائیت تلی گئی ہے!..... سب سے بڑا حملہ عیسائیت کے محاذ پر ہو رہا ہے ہمیں اللہ تعالیٰ نے باوجود انتہائی کمزور ہونے کے باوجود انتہائی غریب ہونے کے باوجود انتہائی طور پر سیاسی اقتدار سے محروم ہونے کے یہ توفیق عطا کی اپنے فضل سے کہ ہم نے ایک بہت بڑا ریلا عیسائیت کا بیسویں صدی کے شروع میں روک دیا۔"

(ہفت روزہ بدر ۱۶ر فروری ۱۹۷۲ء)

اس نقشہ میں ذرا عیسائیت کا تجزیہ کریں گے اور بتائیں گے کہ عیسائیت کی کیا حقیقت ہے مذہب عیسائیت کے بنیادی عقائد الوہیت مسیح تثلیث اور کفارے پر مبنی ہیں اگر ہم ان عقائد کا سرسری ہی مطالعہ کریں تو اس کا بطلان صریح طور پر واضح ہو جاتا ہے اور عمارتِ عیسائیت کا کھوکھلا پن ظاہر ہو جاتا ہے۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام جس مشن کو لے کر آئے تھے اگر اسے عیسائیت قرار دیا جائے تو حقیقتہ میں اس مشن اور اسلام میں کوئی تضاد نہیں۔ لیکن

موجودہ عیسائیت کا بانی پولوس رسول ہے جس نے الوہیت مسیح تثلیث کفارہ وغیرہ کے من گھڑت عقائد پیدا کئے۔

حال ہی میں NEW AMERICAN LIBRARY نے ہربرٹ ملٹ کی ایک کتاب The Essence of the Past شائع کی ہے جس میں مصنف لکھتے ہیں:۔

"پولوس نے اولین کام یہ کیا کہ مسیح کے حقیقی تاریخی وجود کو اپنے خیالات کی بھینٹ چڑھا دیا۔ پولوس نے بڑے خلوص کے ساتھ اس انجیل کی منادی کی جس کی تعلیم مسیح نے اپنی اناجیل میں قطعاً نہیں دی۔

پولوس کے متعلق چرچ ہسٹری کے عنوان کے ماتحت انسائیکلو پیڈیا برٹینکا میں لکھا ہے

In his hands ch-
-ristianity became
a new religion

یعنی پولوس کے ہاتھوں میں عیسائیت ایک نیا مذہب بن گئی تھی"

(بحوالہ الفضل ۲۶ر مارچ ۱۹۶۷ء)

حضرت یسوع مسیح کے شاگرد خاص پطرس (Peter) اپنے خط نمبر ۲ میں پولوس کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

"ہمارے پیارے بھائی پولوس نے بھی اس حکمت کے موافق جو اسے عنایت ہوئی تمہیں یہی لکھا ہے اور اپنے سارے خطوں میں ان باتوں کا ذکر کیا جن میں بعض باتیں ایسی ہیں جن کا سمجھنا مشکل ہے"۔

(پطرس باب ۳ آیت ۱۶)

بانیٔ جماعتِ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یہ مذہب جو عیسائی مذہب کے نام سے شہرت دیا جاتا ہے دراصل پولوسی مذہب ہے نہ مسیحی ..... اس مذہب میں تمام خرابیاں پولوس سے پیدا ہوئیں۔ حضرت مسیح تو وہ بے نفس انسان تھے جنہوں نے یہ بھی نہ چاہا کہ ان کو کوئی نیک انسان کہے مگر پولوس نے ان کو خدا بنا دیا"

چشمہ مسیحی ص ۴۳

جی ہاں الوہیت مسیح کفارہ تثلیث وغیرہ ایسے عقائد ہیں جن کا سمجھنا مشکل ہے۔

الوہیتِ مسیح

الوہیت مسیح کا عقیدہ بھی پولوس کی اختراع ہے جس کا مسیح کے ساتھ کوئی تعلق نہیں سوال یہ ہے کہ مسیح نے کبھی بھی اپنے متعلق خدا یا خدا کا حقیقی بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا تھا یا نہیں۔ جب ہم پوری انجیل کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں نفی میں ہی جواب ملتا ہے یہ بالکل مدعی سست گواہ چست والی بات ہے عیسائیوں کی طرف سے حضرت یسوع مسیح کے اپنے آپ کو ابن اللہ قرار دینے کے بارے میں استدلال پیش کرتے ہوئے اپنے اس عقیدہ کو ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے حالانکہ انجیل اور توراۃ میں عام طور پر ابن اللہ کا لفظ استعمال کیا گیا تھا۔ بعض حوالجات ملاحظہ ہوں:۔

۱۔ اسرائیل خدا کا بیٹا ہے (خروج ۲۲/۴)

۲۔ سلیمان خدا کا بیٹا ہے۔

(تواریخ نمبر ۱ باب ۲۲)

۳۔ داؤد خدا کا بیٹا ہے۔

(زبور ۲۶/۲۵ : ۸۹)

۴۔ تمام یتیم بچے خدا کے بیٹے ہیں۔

(زبور ۵/۶ ۶۸)

حضرت یسوع مسیح علیہ السلام نے خود ابن اللہ کی حقیقت واضح فرمائی تھی۔ جیسا کہ یوحنا کی انجیل کہتی ہے۔

"یہودیوں نے اسے سنگسار کرنے کے لئے پتھر اٹھائے۔ یسوع نے انہیں جواب دیا کہ میں نے تم کو باپ کی طرف سے بہتیرے اچھے کام دکھائے ان میں سے کس کام کے سبب سے سنگسار کرتے ہو؟

یہودیوں نے اسے جواب دیا کہ اچھے کام کے سبب سے نہیں بلکہ کفر کے سبب سے تجھے سنگسار کرتے ہیں اس لئے کہ تو آدمی ہو کر اپنے آپ کو خدا بناتا ہے۔

یسوع نے انہیں جواب دیا کہ تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا کہ میں نے کہا کہ تم خدا ہو جبکہ اس نے انہیں خدا کہا جن کے پاس خدا کا کلام آیا۔ تم اس شخص سے جسے باپ نے مقدس کر کے بھیجا ہے کہتے ہو کفر بکتا ہے"۔

حضرت یسوع مسیح نے جس مقدس کتاب کا حوالہ دیا ہے وہ زبور ۸۲-۶-۵-۱ ہے جیسا کہ لکھا ہے:۔ "خدا کی جماعت میں خدا کھڑا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے تو کہا کہ تم الٰہ ہو اور تم سب خدا کے فرزند ہو پر تم بشر کی طرح مرو گے"۔

اس میں حضرت مسیح علیہ السلام نے خدا اور خدا کے بیٹے ہونے کی حقیقت استعارۃً یہ بیان فرمائی ہے کہ جن پر خدا کی طرف سے کلام نازل ہوتا ہے اور جو خدا کے برگزیدہ ہوتے ہیں ان ہی کو ابن اللہ کہا جاتا ہے اس وضاحت کی رو سے حضرت یسوع مسیح کو خدا تعالیٰ کے دیگر برگزیدہ افراد یعنی مامورین من اللہ کی طرح ابن اللہ قرار دیا جا سکتا ہے اسی لئے ایسے برگزیدہ بندوں کو صوفیاء نے اطفال اللہ بھی کہا ہے۔

ہم عیسائیوں سے اس سلسلہ میں اتنا عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ انجیل میں یسوع مسیح کے بارے میں استعارۃً ابن اللہ کہنے کی وجہ سے وہ خدا اور خدا کا بیٹا ہو سکتے ہیں تو اسی انجیل میں انہیں متعدد جگہوں پر ابن آدم بھی کہا گیا ہے اس وجہ سے انہیں ایک انسان ماننے پر ہم بھی حق بجانب ہیں۔

انجیل ہمیں اس بات کا سبق دیتی ہے کہ خدا کا تجسم محال ہے کہ خدا کسی انسان یا کسی اور جسم میں حلول کر لیتا ہے جیسا کہ انجیل کہتی ہے کہ

"اگرچہ انہوں نے خدا کو جان لیا مگر اس کی خدائی کے لائق اس کی بڑائی اور شکر گزاری نہیں کی۔ بلکہ وہ باطل خیالات میں پڑ گئے۔ اور ان کے بے سمجھ دلوں پر اندھیرا چھا گیا وہ اپنے آپ کو دانا جتا کر بیوقوف بن گئے اور غیر فانی خدا کے جلال کو فانی انسان اور پرندوں اور چوپایوں اور کیڑے مکوڑوں

کی صورت میں بدل ڈالا۔"

(رومیوں باب ۱ آیت ۲۲ تا ۲۶)

اس میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ خدا کبھی بھی فانی انسان یا پرندوں یا جانوروں کی صورت میں بدل کر نہیں آتا۔ اس لئے ہم یہ کہنا کہ حضرت یسوع مسیح جو ایک انسان کی شکل میں دنیا میں پیدا ہوئے اور انسانوں ہی میں زندگی گزاری ان کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ گویا وہ خدا یا خدا کا بیٹا ہے انجیل کی مذکورہ تعلیم کے بالکل خلاف ہے۔

انجیل کا اگر ہم گہرا نہیں بلکہ صرف سرسری ہی مطالعہ کریں تو یہ حقیقت واضح طور پر سامنے آجاتی ہے کہ دیگر مذاہب کی طرح عیسائیت کی بھی بنیادی تعلیم توحید ہے۔ صرف چند حوالہ جات ذیل میں درج ہیں :-

۱- "ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد و برحق کو اور یسوع مسیح کو جس کو تو نے بھیجا ہے پہچانیں"

(یوحنا ۱۷ : ۳)

یعنی خدا واحد ہے اور یسوع مسیح صرف خدا کے بھیجے ہوئے ایک مامور و مرسل تھے۔

۲- "سوائے ایک کے اور کوئی خدا نہیں اگرچہ آسمان اور زمین میں اور بہت سے خدا کہلاتے ہیں۔ چنانچہ بہتیرے خدا اور بہتیرے خداوند ہیں۔ لیکن ہمارے نزدیک تو ایک ہی خدا ہے"۔

(کرنتھیوں ۱ باب ۸ : ۴ تا ۶)

۳- "جس خدا نے دنیا اور اس کی سب چیزوں کو پیدا کیا وہ آسمان اور زمین کا مالک ہو کر ہاتھ کے بنائے ہوئے مندروں میں نہیں رہتا"

(اعمال ۱۷ : ۲۴)

۴- "اے اسرائیل سن خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے اور تو خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل اور اپنی ساری طاقت سے محبت رکھ"

(مرقس ۱۲ : ۳۰)

یہ اور بہت سے ایسے حوالجات ہیں جن سے صاف طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ عیسائیت کی بنیادی تعلیم توحید ہے اور یہ الوہیت مسیح وغیرہ عقائد پولوس رسول کی اختراعات ہیں جن کا حضرت یسوع مسیح اور آپ کے مشن کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

تردید تثلیث

جب انجیل کی تعلیمات سے خدا تعالیٰ کا واحد ہونا ثابت ہو گیا تو پھر وہاں تثلیث کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔ تثلیث کا یہ عقیدہ کہ باپ بیٹا اور روح القدس یہ تینوں مل کر ایک ہیں اور ایک تین ہے سمجھ سے پہلے کسی نے بھی بیان نہیں کیا اور نہ ہی مسیح نے اس عقیدہ کا مسئلہ پیش کیا تھا یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ کسی کو بھی بلکہ خود عیسائیوں کو بھی سمجھ میں نہیں آتا اور نہ کبھی آئے گا۔ جب ان سے اس مسئلہ میں بات چیت کی جاتی ہے تو یہ کہہ کر ٹال دیتے ہیں کہ یہ ایک راز سربستہ ہے جو کسی کی سمجھ میں نہیں آئے گا۔ سچ بھی یہی ہے کہ ایک کچی جماعت میں پڑھنے والا بچہ بھی یہی کہے گا ۳ = ۱+۱+۱ ایک جمع ایک جمع ایک = تین ہے کہے گا لیکن ۱ = ۱+۱+۱ والا مسئلہ نہ ابھی تک کسی کی سمجھ میں آیا ہے اور نہ آسکتا ہے عیسائی عقیدے کے مطابق بالفرض مان بھی لیا جائے کہ ایک تین ہیں اور تین ایک ہے تو تقسیم الشیٔ الیٰ ذاتہ ونفسہ لازم آتا ہے اور یہ محال ہے کیونکہ ایک کی تقسیم اس کے اجزاء کے ساتھ تو ہو سکتی ہے مگر الیٰ نفسہ نہیں ہو سکتی ان کے عقیدے کے مطابق باپ بیٹا روح القدس تینوں خدا ہیں اور ان تینوں میں سے ہر ایک کامل خالق کل اور قادر مطلق ہے تو تین کی کیا ضرورت ہے کیا ایسا قادر مطلق خدا ایک ہی کافی نہیں ہو سکتا تھا اگر تینوں کامل نہیں تو ناقص اور محتاج ہوں گے۔ یہ خدائی نہیں اگر ان ناقص چیزوں کے مرکب کا نام (تینوں کے ملنے کا نام) خدا ہے تو عام قاعدہ یہ ہے کہ جو بھی مرکب ہوگا اس پر زوال آتا ہے کیا خدا پر بھی زوال آئے گا۔ بہرحال یہ مسئلہ ایسی الجھن پیدا کرتا ہے کہ سینکڑوں سال کی کاوشوں کے باوجود آج تک عیسائی پادری اس گتھی کو سلجھانے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔

تردید کفارہ

مسئلہ کفارہ بھی عیسائیت کے بنیادی عقائد میں سے ایک ہے یہ دراصل حضرت آدم کو گنہگار ثابت کر کے کفارہ کی بنیاد ڈالی گئی ہے۔

جب ہم بائیبل کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ گنہگار آدم نہیں بلکہ نعوذ باللہ خدا خود ہے جیسا کہ بائیبل کہتی ہے :-

"اور خداوند خدا نے مشرق کی طرف عدن میں ایک باغ لگایا اور انسان کو جسے اس نے بنایا تھا وہاں رکھا اور خداوند خدا نے ہر درخت کو جو دیکھنے میں خوشنما اور کھانے کے لئے اچھا تھا زمین سے اگایا۔ اور باغ کے بیچ میں حیات کا درخت اور نیک و بد کی پہچان کا درخت بھی لگایا ..... اور خداوند خدا نے آدم کو حکم دیا اور کہا کہ تو باغ کے ہر درخت کا پھل کھا سکتا ہے لیکن نیک و بد کی پہچان کے درخت کا کبھی نہ کھانا کیونکہ جس روز تو نے اس میں سے کھایا تو مرا"

(پیدائش باب ۲ آیت ۸ تا ۱۰ ..... ۱۷ و ۱۶)

آگے مرقوم ہے :-

تب سانپ نے جو دراصل شیطان تھا عورت سے کہا کہ تم ہرگز نہ مروگے بلکہ خدا جانتا ہے کہ جس دن تم اسے کھاؤ گے تمہاری آنکھیں کھل جائیں گی اور تم خدا کی مانند نیک و بد کے جاننے والے بن جاؤ گے۔ عورت نے جو دیکھا کہ یہ پھل کھانے کیلئے اچھا اور آنکھوں کو خوشنما معلوم ہوتا ہے اور عقل بخشنے کے لئے خوب ہے تو اس کے پھل میں سے لیا اور کھایا اور اپنے شوہر کو بھی دیا اور اس نے کھایا تب دونوں کی آنکھیں کھل گئیں"۔

(پیدائش باب ۳ آیات ۴ تا ۷)

ان دونوں اقتباسات میں چار باتیں قابل ذکر ہیں :-

۱- خدا کا حکم آدم کو کہ نیک و بد کی پہچان کے درخت سے نہ کھانا۔

۲- اگر آدم کھائے گا تو مر جائے گا۔

۳- شیطان نے کہا کہ نہیں مروگے۔

۴- آدم اور حوا نے اسے کھایا لیکن ان میں سے کوئی نہیں مرا۔

ان چار باتوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس طرح خدا کی بات نعوذ باللہ غلط اور شیطان کی بات سچ نکلی۔

ہر انسان کے اندر یہ طبعی خواہش پائی جاتی ہے کہ وہ خدائی صفات اپنا کر اس کا مظہر بنے اور اس کے رنگ میں رنگین ہو جیسا کہ قرآن کریم صبغۃ اللہ و من احسن من اللہ صبغۃ فرما کر خدا کے رنگ میں رنگین ہونے کی تلقین کرتا ہے۔ اسی طرح حضرت رسول کریم صلعم نے تخلقوا باخلاق اللہ فرما کر خدا تعالیٰ کے اخلاق اپنانے کا حکم دیا ہے۔

حضرت آدم نے بھی اسی نیت سے پھل کھایا تھا کہ جب انسان کو نیک و بد کی پہچان ہو گی تو خدا کی مانند بن سکتا ہے۔ اگر میں بھی یہ پھل کھاؤں تو میں بھی خدا کی مانند بن سکتا ہوں۔ گویا کہ آپ کی نیت پاک و صاف تھی یہ آپ کی ایک اجتہادی غلطی تھی جیسا کہ خدا تعالیٰ نے خود فرماتا ہے۔ فنسی ولم نجد لہ عزما کہ آپ کو بھول ہو گئی تھی اور آپ نے عمداً اور جان کر کوئی غلطی نہیں کی تھی۔

بائیبل نے حضرت آدم کے اس نا کردہ گناہ کی سزا بھی عجیب و غریب دی ہے وہ بھی تمام بنی نوع انسان کو کہ "تو عورت درد کے ساتھ بچے جنے گی اور تیری رغبت اپنے شوہر کی طرف ہو گی اور وہ تجھ پر حکومت کرے گا اور آدم سے اس نے کہا کہ چونکہ تو نے اپنی بیوی کی بات مانی اور اس درخت کا پھل کھایا جس کی بابت میں نے تجھے حکم دیا تھا کہ اسے نہ کھانا اس لئے زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی۔ مشقت کے ساتھ تو اپنی عمر بھر اس کی پیداوار کھائے گا تو اپنے منہ کے پسینہ کی روٹی کھائے گا"

(پیدائش باب ۳ آیت ۱۷)

یعنی ہر عورت کے لئے یہ دائمی سزا دی گئی کہ وہ درد کے ساتھ بچے جنے گی اور ہر مرد کے لئے یہ سزا تجویز کی گئی کہ وہ پسینہ اور مشقت کے ساتھ روٹی کھائے گا۔ اتنی بڑی سزا وہ بھی مسلسل اور لگاتار دینے کے باوجود کیا خدا کا جی نہیں بھرا کہ اپنے اکلوتے بیٹے کو دنیا میں بھیج کر اسے صلیب کی سزا دے؟ اب سوال یہ ہے کہ عیسائیت اور کفارہ پر ایمان لانے کے نتیجہ میں گناہ ختم ہو گیا تو کیا ایمان لانے کے نتیجہ میں یہ دائمی سزا ختم ہو گئی؟ کیا کوئی بھی عیسائی عورت درد زہ کے بغیر بچہ جنتی ہے اور کوئی عیسائی مرد بغیر مشقت کے روٹی کھاتا ہے؟

اب اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ حضرت یسوع مسیح کی صلیبی موت پر ایمان لانے کے نتیجہ میں ابدی نجات حاصل ہو سکتی ہے کیا حضرت یسوع مسیح نے کسی وقت کفارہ اور نجات کا یہ تصور اپنے شاگردوں کے سامنے رکھا تھا انجیل اس سوال کا جواب ہمیشہ نفی میں ہی دیتی ہے۔

اس کے بالمقابل انجیل نجات کے لئے جو ذرائع بیان کرتی ہے وہ صرف ایمان اعمال صالحہ اور سب سے بڑھ کر خدا کا فضل ہے چنانچہ ملاحظہ ہو :-

یوحنا کی انجیل کہتی ہے :-

۱- میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو ایمان لاتا ہے ہمیشہ کی زندگی اسی کی ہے

(یوحنا ۶ : ۴۸)

۲- عبرانیوں باب ۱۱ آیات ایک تا اکتالیس میں حضرت مسیح نے سابق انبیاء اور دیگر اہل دین کی نظیر بیان کر کے فرمایا کہ "ان لوگوں نے اپنی ایمانی قوت کے ذریعہ نجات حاصل کی ہے۔ گویا کہ سابق انبیاء میں سے کسی نے بھی صلیبی موت

پہلا ایمان ... نجات حاصل نہیں کی ایمان کے بعد حصول نجات کے لئے دوسرا ذریعہ اعمال صالحہ بیان کیا گیا ہے جیسا کہ لکھا ہے

(۱) "اے میرے بھائیو! اگر کوئی کہے کہ میں ایماندار ہوں مگر عمل نہ کرتا ہو تو کیا فائدہ؟ کیا ایسا ایمان اسے نجات دے سکتا ہے؟"

(یعقوب ۲:۱۴)

۲۔ "اے بھائیو! ہم تم سے درخواست کرتے ہیں کہ بے قاعدہ چلنے والوں کو سمجھاؤ۔ کم ہمتوں کو دلاسا دلاؤ کمزوروں کو سنبھالو۔ سب کے ساتھ تحمل سے پیش آؤ۔ خبردار کوئی کسی سے بدی کے عوض بدی نہ کرے بلکہ ہر وقت نیکی کرنے کے درپے رہو۔ بلاناغہ دعا مانگو۔ ہر ایک بات میں شکر گذاری کرو"

(۱ تھسلنیکیوں ۵:۱۴تا۱۶)

ایمان اور اعمال صالحہ کے بعد نجات کے حصول کے لئے خدا تعالیٰ کا فضل ہونا انجیل نے ضروری قرار دیا ہے جیسا کہ لکھا ہے۔

۱۔ "حضرت مسیح کے وعظ سننے کے بعد آپ کے شاگردوں کا سوال کہ نجات کون پا سکتا ہے۔ یسوع نے ان کی طرف دیکھ کر کہا کہ یہ آدمیوں سے تو نہیں ہو سکتا لیکن خدا سے سب کچھ ہو سکتا ہے" (متی ۱۹:۲۴)

۲۔ "وہ (خدا) موسیٰ سے کہتا ہے کہ جس پر رحم کرنا منظور ہے اسی پر رحم کروں گا اور جس پر ترس کھانا منظور ہے اس پر ترس کھاؤں گا۔ پس یہ نہ ارادہ کرنے والے پر منحصر ہے اور نہ دوڑ دھوپ کرنے والے پر بلکہ رحم کرنے والے خدا پر۔ پس وہ جس پر چاہتا ہے رحم کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے سخت کر دیتا ہے" (رومیوں ۱۶:۱۵-۹)

بہرحال عیسائیت کی صحیح تعلیم جو حضرت مسیح موعود نے اپنی قوم کو دی تھی وہ نجات کے حصول کے لئے یہی تھی یعنی ایمان۔ عمل صالح اور فضل الٰہی یہ وہی تعلیم ہے جو قرآن کریم دنیا کو دیتا ہے۔ الغرض الوہیت مسیح۔ تثلیث۔ اور مسئلہ کفارہ عیسائیت کے ایسے عقائد ہیں جن کا عقل اور نقل کے ساتھ کوئی تعلق اور واسطہ نہیں۔

بالآخر آج عیسائیت ایک ایسے موڑ پر کھڑی ہے کہ وہ ان عقائد پر نظر ثانی کرنے کی سوچ رہے ہیں بعض عیسائی فرقوں نے عیسائی عقائد اور ان کے مروجہ طور طریق کے خلاف ریزولیشن پاس کرکے عیسائیت

پر کھلم کھلا اعتراضات شروع کر دیئے ہیں حتیٰ کہ عیسائی حلقوں میں یہ خوف پیدا ہو رہا ہے کہ اگر فوری طور پر عیسائیت کو اس کے مروجہ اور خود ساختہ غلط عقائد سے پاک نہ کیا گیا تو عیسائیت ختم ہو کر رہ جائے گی چنانچہ اب وہ یہ کہنے پر مجبور ہو رہے ہیں کہ:۔

"Now is the time to renew while there are still people in the church to renew with."

یعنی اب جبکہ چرچ (عیسائیت) میں لوگ موجود ہیں اس وقت عیسائیت کی اصلاح کر لینی چاہئیے یعنی ان غلط عقائد سے تنگ آکر لوگ عیسائیت ترک کر دیں گے تو اس کے بعد اسکی اصلاح کے کوئی معنی نہیں۔

(Christian century By Bishop Pike)

ایک کیتھولک ہفت روزہ

DE NEIVNUE HINE

کے ایڈیٹر ریورنڈ جوس آرٹز یوں لکھتے ہیں

"What we need is a re-thinking of all the basics of cristianty."

یعنی ہمیں چاہئیے کہ دوبارہ عیسائیت کی تمام بنیادی باتوں کو ہم زیر غور لائیں۔ گویا کہ اب ان کی بنیادیں متزلزل ہو کر رہ گئی ہیں۔

Man and his distiny in great religions.

ایک اور کتاب

ہیں اس کے مصنف سامویل جارج فریڈ ایک برانڈن نے واضح رنگ میں کہا:۔

"I believe we have inherited a form of christianity which one may well Question as to whether it was original and whether it has developed on the right lines."

یعنی میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں عیسائیت کی ایسی شکل ورثہ میں ملی ہے جس کے متعلق بجا طور پر سوال کیا جا سکتا ہے کہ کیا یہ اصلی عیسائیت ہے بھی یا نہیں یا اس نے صحیح خطوط پر نشوونما پائی ہے؟

حضرت مسیح موعود کاسر صلیب علیہ السلام

۲۴

بائیبل میں کہیں تثلیث کا ذکر نہیں۔ بقیہ صفحہ ۲۱

Wanted about The Bible and christianity and probably about Jesus him self. Apropos of this we recall that just one of the newly discovered manuscripts was responsible for fifteen changes in the text of the book of Isaiah quietly inserted

The last minute in the new Revised standard versions. (صفحہ ۱۳۲)

ترجمہ: ڈاکٹر پائیک کے الفاظ میں بائیبل قابل ترمیم ہے اور عیسائیت قابل اصلاح اور یسوع کے متعلق رائج عقائد میں نظر ثانی کی ضرورت ہے اور تصحیح چاہتے ہیں صفحہ ۱۲۹ ڈاکٹر موصوف اپنے کلام کو جاری رکھتے ہوئے لکھتے ہیں یہاں یہ ذکر کر دینا مناسب ہوگا کہ وہ دستاویزات جو فلسطین کی غاروں سے برآمد ہوئی ہیں ان کی وجہ سے تورات کی کتاب یسعیاہ میں پندرہ جگہ تبدیلی کی گئی ہے صفحہ ۱۳۲ یسوع کی تاریخ پیدائش:۔ ڈاکٹر پائیک یسوع کی تاریخ پیدائش کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہے۔ یسوع کی پیدائش کم از کم اس سے چار سال پہلے ہوئی جو عام طور پر خیال کی جاتی ہے بلکہ بعض سکالرز چھ سال پہلے بتاتے ہیں اور بعض دس سال پہلے۔

ابتلاء انبیاء کا ... فلسفہ۔ بقیہ صفحہ ۲۰

بردعا اس حقیقت کی آئینہ دار ہے۔ زبور کی دعا کا باقی حصہ اس کی تائید کرتا ہے۔

"تو میری ماں کے پیٹ ہی سے تو میرا خدا ہے مجھ سے دور نہ ہو کیونکہ مصیبت قریب ہے اس لئے کہ کوئی مددگار نہیں"

بالآخر یہ دعا مقبول ہو گئی لکھا ہے

"اے خدا سے ڈرنے والو اس کی ستائش کرو۔ اے یعقوب کی اولاد اس کی تمجید کرو اور اے اسرائیل کی نسل سب اس کا ڈر مانو۔ کیونکہ نہ اس نے مصیبت زدہ کی مصیبت کو حقیر جانا نہ اس سے نفرت کی نہ اس نے اپنا منہ چھپایا بلکہ جب اس نے خدا سے فریاد کی تو اس نے سنائی"

یہ سچ ہے کہ زبور ۲۲ حضرت مسیح کے مصائب کا نقشہ ہے اس میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ انجیل میں اس زبور کو مصائب صلیب پر چسپاں کیا گیا۔ انجیل کے خط عبرانیوں میں حضرت مسیح کے بارہ میں جو الفاظ ہیں وہ زبور ۲۲ کی دعا اور اس کی قبولیت کے عین مطابق ہے لکھا ہے یسوع نے۔ "اپنے بشریت کے دنوں میں زور زور سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اسی سے دعائیں اور التجائیں کیں جو اس کو موت سے بچا سکتا تھا۔ عجز و انکسار اور فرمانبرداری کے سبب اس کی دعا سنی گئی۔"

عبرانیوں ۵:۷ نیو انگلش بائیبل

مالی قربانیاں اور اس کی برکات۔ بقیہ صفحہ ۱۷

شکرانہ کے طور پر کچھ رقم ادا کیا کرتے ہیں گذشتہ دو سال سے شادی فنڈ کی ایک مد قائم کر دی گئی ہے جس سے قلیل گزارہ پانے والے درویشان کو ان کے بچوں کی شادیوں پر امداد دی جاتی ہے یہ فنڈ مخیر احباب کی خصوصی توجہ کا محتاج ہے۔

۶۔ مرمت مقامات مقدسہ۔ بیت الدعا، بیت الفکر، بیت الذکر، بیت الریاضت، کمرہ پیدائش حضرت مسیح موعود، کمرہ پیدائش حضرت مصلح موعود وغیرہ یہ سب وہ مقامات ہیں جہاں حضرت مسیح موعود، حضرت ام المومنین اور آپ کی مبشر اولاد چلتی پھرتی رہی ہے ہمارا فرض ہے کہ ان مقامات مقدسہ کو آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ اور مضبوط رکھیں احباب جماعت کو اس امانت کی کماحقہ حفاظت کی طرف بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

ان تمام لازمی اور طوعی چندہ جات کے علاوہ صدقات و زکوٰۃ۔ فطرانہ وعید فنڈ۔ شکرانہ فنڈ اشاعت اسلام فنڈ وغیرہ مدات میں بھی حسب استطاعت حصہ لیتے رہنا ضروری ہے اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت کی ترقی کے ساتھ ساتھ مرکز کی مالی ضروریات میں بھی دن بدن اضافہ ہو رہا ہے لہٰذا جملہ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ لازمی چندہ جات اور طوعی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے آمین۔

کی قائم فرمودہ جماعت احمدیہ کی مہم کسر صلیب ہی کا اثر ہے کہ آج عیسائی دنیا میں عیسائیت کے بارے میں بیزاری کا اظہار ہو رہا ہے حتیٰ کہ مغربی ممالک میں کئی چرچ اور

دیگر عیسائی عبادت گاہیں ویران پڑی ہیں اور قابل فروخت یا کرایہ پر دینے کے اشتہار ان چرچوں کے آگے آویزاں ہیں بعض چرچ ناچ گھر کلب اور ڈانسنگ ہال میں تبدیل ہو رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کی اہمیت

"وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے۔ اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے اُمیدوار" (المسیح الموعودؑ)

از۔ محترم سید فضل عمر صاحب کٹکی مبلغ انچارج سونگڑہ (اڑیسہ)

اللہ تعالےٰ کی طرف سے انبیاء کرام دُنیا کی اصلاح کے لئے آیا کرتے ہیں۔ اُن کے افعال اُن کے اقوال اور اُن کا وجود دُنیا میں اس قدر بابرکت اور نفع بخش ہوتا ہے کہ دُنیا میں کسی اور مخلوق سے نہیں ہوتا۔ وہ اللہ تعالےٰ کے اذن سے ایک محدود عرصہ تک اپنے بابرکت وجود سے دُنیا والوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں اور صحبت پانے والے خوش نصیبوں کو روحانی انوار سے منور کرتے رہتے ہیں۔ لیکن اُن کے اقوال و افعال کا نقش اُن کی وفات کے بعد بھی قائم رہتا ہے۔ جس سے بعد کے لوگوں کو فیض پہنچتا رہتا ہے۔ دُنیا میں حضرت سید الانبیاء رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کے کسی بھی نبی کے اقوال و افعال کا معتبر ریکارڈ محفوظ نہیں سوائے اس کے جسے دربار رسالت نبویؐ سے تصدیق سند ملی ہو۔ لیکن آپ کے خُلق عظیم و اعمال کا زندہ نمونہ اور معتبر ترین ریکارڈ قرآن کریم ہی ہے۔ نیز آپ کے اقوال احادیث کی صورت میں صدیوں سے قائم ہیں۔ موجودہ دُنیا میں کثیر آبادی کا مذہب عیسائیت ہے۔ لیکن اُنہیں بھی اپنے کسی مامور الہٰی کا کوئی معتبر اور معقول ریکارڈ حاصل نہیں۔ چنانچہ وہ بھی حسرت بھرے الفاظ میں لکھتے ہیں:۔

"ناممکن نہیں کہ ہمارے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ اگر وہ (یعنی حضرت مسیح ناصری علیہ السلام) اپنے خیالات کو خود رقم کرتا تو اس کے نام اور کام کو بقائے دوام حاصل ہوتی اور دُنیا کے ہاتھ میں اس کی ایک کامل تصویر سامنے آجاتی اور شاید ہم اس بات کو سوچ کر شوق سے بھر جاتے اور بے ساختہ بول اُٹھتے کہ اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا رسالہ ہمارے لئے بے قیاس دولت کا خزانہ ہوتا"

(حیاۃ المسیح مصنفہ پادری طالب الدین بی اے)

لیکن اس کے برعکس اللہ تعالےٰ کا محض فضل اور اُس کا احسان ہے کہ ہم احمدی مسلمانوں کے لئے یہ "بے قیاس دولت کا خزانہ" موجود ہے۔ ضرورت یہ ہے کہ اس خزانہ سے کماحقہٗ فائدہ اُٹھایا جائے۔ ہمارے پاس قرآن پاک اور احادیث کے علاوہ آنحضرت صلعم کے عظیم خادم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب موجود ہیں۔ اور کتب مسیح موعودؑ میں قرآن کریم کی بہترین تفسیر ہیں۔ چنانچہ سیدنا حضرت سلطان البیان المصلح الموعودؓ فرماتے ہیں:۔

"حضرت مسیح موعودؑ کی کتب پڑھی جائیں آپ کو خدا تعالےٰ نے قرآن کریم کی خاص معرفت اور علم دیا تھا۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ہر نبی نے کوئی نہ کوئی حربہ چلایا ہے۔ مجھے قرآن کریم کا حربہ ملا ہے۔ پس چونکہ آپؑ کی کتب قرآن کریم کی بے نظیر تفسیر ہیں اس لئے ان کا پڑھنا نہایت ضروری ہے"

(حقیقۃ الرؤیا صفحہ ۵۰)

اب تو حضرت مسیح موعودؑ ہم میں موجود نہیں ورنہ آپ کی زندگی میں علم و معرفت کا حاصل کرنا اس قدر آسان تھا کہ آپ کی صحبت میں رہ کر آپ کی تقریریں سُننے والے کی کیفیت ہی بدل جاتی اِلَّا ماشاءاللہ چنانچہ حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:۔

"مَیں یقیناً کہتا ہوں اگر کوئی شخص ایک ہفتہ ہماری صحبت میں رہے اور اُسے ہماری تقریریں سُننے کا موقعہ مل جائے تو مشرق و مغرب کے مولویوں سے بڑھ جائیگا"

(الحکم ۱۰ فروری ۱۹۰۶ء)

لیکن اب آپؑ کے نائبین اور خلفائے کرام اور آپ کے بیان کردہ حقائق و معارف سے پُر روحانی خزائن موجود ہیں۔ اس کی اہمیت اور برکات کے متعلق آپؑ فرماتے ہیں۔

(۱) "مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے مُنہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کے مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ مَیں خدا تعالےٰ کی طرف سے نہیں آیا۔ لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مردہ دلوں کے لئے آبِ حیات کا حکم رکھتی ہے دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جُرم کا کوئی عُذر نہیں کہ تم نے اُس سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا"

(ازالہ اوہام صفحہ ۲ طبع اوّل)

(۲) "بلاشبہ مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اگر میرے کلام سے مُردے زندہ نہ ہوں اندھے آنکھیں نہ کھولیں اور مجذوم صاف نہ ہوں تو میں خدا تعالےٰ کی طرف سے نہیں آیا"

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۸ طبع سوم)

نیز فرمایا:۔

(۳) "مجھ کو خدا تعالےٰ نے بہت سے معارف اور حقائق بخشے اور اس قدر میری کلام کو معرفت کے پاک اسرار سے بھر دیا کہ جب تک انسان خدا تعالےٰ کی طرف سے پورا تائید یافتہ نہ ہو اُس کو یہ نعمت نہیں دی جاتی"

(انجام آتھم صفحہ ۹۵ طبع دوم)

اِس ضمن میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تنبیہ فرماتے ہیں کہ

"وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبّر سے ایک حصّہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصّہ تکبّر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ"

(نزول المسیح صفحہ ۲۵)

نیز فرمایا:۔

"جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے"

(سیرۃ المہدی صفحہ ۸ حصّہ سوم از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اےؓ)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ فرماتے ہیں:۔

(۱) "اللہ تعالےٰ نے اس وقت اسلام کی حفاظت کا یہی انتظام فرمایا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو مبعوث فرمایا اور آپ پر اپنے انعامات کے دروازے کھول دیئے۔ پس بغیر ان کتب کو بار بار پڑھنے اور قادیان میں کثرت سے آنے کے ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ سلسلہ کی کتب کو نہیں پڑھتے وہ یاد رکھیں کہ محض سلسلہ میں داخل ہو جانا کوئی بات نہیں جب تک کہ سلسلہ سے کماحقہٗ واقفیت پیدا نہ ہو"

(الفضل ۱۰ جون ۱۹۱۷ء)

(۲) "مجھے بھی اللہ تعالےٰ نے خاص طور پر قرآن کریم کا علم بخشا ہے مگر جب میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتابیں پڑھتا ہوں تو ان سے نئے نئے معارف اور نکات ہی حاصل ہوتے ہیں اور اگر ایک ہی عبارت کو دس دفعہ پڑھوں تو دس ہی نئے معارف حاصل ہوتے ہیں۔ براہین احمدیہ کو مَیں کئی مہینوں میں ختم کر سکا تھا۔ مَیں بڑا پڑھنے والا ہوں کئی کئی سو صفحے لگاتار پڑھ جاتا ہوں۔ مگر براہین کو پڑھتے ہوئے اس وجہ سے اتنی دیر لگی کہ کچھ سطریں پڑھتا تو اس قدر مطالب اور نکتے ذہن میں آنے شروع ہو جاتے کہ آگے نہ پڑھ سکتا اور وہیں کتاب رکھ لُطف اُٹھانے لگ جاتا چونکہ براہین احمدیہ قرآن کریم کی تفسیر ہے۔ اس لئے اس کے پڑھنے سے بھی نئے نئے مطالب سوجھتے ہیں۔ یہی حال حضرت مسیح موعودؑ کی دوسری کتابوں کا ہے۔ اس لئے ان کو ضرور پڑھنا چاہیئے"

(حقیقۃ الرؤیا صفحہ ۵۰)

(۳) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس تحریرات کی شان حضرت مصلح موعودؓ کے اس اعلان سے واضح ہے آپؓ فرماتے ہیں:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے تھے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز بن کر آئے تھے۔ اس لئے آپؑ کے قلم سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ دُنیا کی ساری کتابوں اور تحریروں سے بیش قیمت ہے۔ اور اگر کبھی یہ سوال پیدا ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کی ہوئی ایک سطر محفوظ رکھی جائے یا سلسلہ کے سارے مصنفین کی کتابیں۔ تو میں کہوں گا کہ آپؑ کی ایک سطر کے مقابلہ میں یہ ساری کتابیں مٹی کا تیل ڈال کر جلا دینا گوارا کروں گا مگر اس سطر کو محفوظ رکھنے کے لئے اپنی انتہائی کوشش صرف کر دوں

گا" (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۶ء)

(۴) نیز مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ کی برکات کی نسبت فرمایا :-

"جو کتابیں ایک ایسے شخص نے لکھی ہوں جس پر فرشتے نازل ہوتے تھے اُن کے پڑھنے سے بھی ملائکہ نازل ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت صاحب کی کتابیں جو شخص پڑھے گا اُس پر فرشتے نازل ہونگے۔ یہ ایک خاص نکتہ ہے کہ کیوں حضرت صاحبؑ کی کتابیں پڑھتے ہوئے نکات اور معارف کھلتے ہیں .... حضرت صاحبؑ کی کتابیں بھی خاص فیضان رکھتی ہیں ان کا پڑھنا بھی ملائکہ سے فیضان حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور اُن کے ذریعہ سے نئے علوم کھلتے ہیں" (ملائکۃ اللہ صفحہ ۱۰۸)

ہمارے موجودہ امام ہمام حضرت سیدنا امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گذشتہ سال مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا سالانہ اجتماع منعقدہ ۲۷ر اکتوبر ۱۹۷۷ء کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا :-

"اس زمانہ کے مسائل کو حل کرنے کے لئے قرآن کریم نے جو تعلیم دی ہے اور جو کتاب مکنون کا رنگ رکھتی ہے وہ حضرت مسیح موعودؑ کی پیش کردہ تفسیر قرآن کے علاوہ اور کہیں نہیں مل سکتی اس لئے ضروری ہے کہ ہم قرآن کریم اور احادیث کو سمجھنے کے لئے جو ہمارے لئے بنیادی اہمیت رکھتے ہیں کتب حضرت مسیح موعودؑ کا بھی مطالعہ کریں۔ مجھے افسوس ہے کہ ہماری جماعت کی اس طرف پوری توجہ نہیں جو کہ فکر کا مقام ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے گہرے مطالعہ سے ہمیں جو نئے سے نئے نکات معرفت حاصل ہوتے ہیں اور پھر جس طرح موجودہ زمانہ میں ان کی تصدیق و تائید ہو رہی ہے اس کی ایمان افروز مثالیں دینے کے بعد حضور نے فرمایا کہ انصار اللہ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ (۱) احمدی کا ہر فرد کم از کم اُردو لکھ پڑھ سکتا ہو۔ (۲) ہر احمدی گھرانہ میں کتب حضرت مسیح موعودؑ موجود ہوں اور زیر مطالعہ ہوں اور انہیں بچوں کو پڑھانے کا انتظام ہو"

(اخبار بدر ۱۷ر نومبر ۷۷ء صفحہ ۶)

ب۔ اسی طرح مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع ۱۹۷۷ء کا افتتاح کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

"اپنے مقام کی عظمت کو اور ذمہ داریوں کو سمجھنے کے لئے کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پڑھنا بھی از حد ضروری ہے آپؑ کی تصنیفات قرآن کریم کی ہی تفسیر یا احادیث نبویؐ کی شرح پر ہی مشتمل ہیں کیونکہ اب قرآن کریم قیامت تک کے زمانہ کے لئے آخری اور مکمل ہدایت ہے ......

..... اس میں جو کچھ بتایا گیا ہے اُسے سمجھنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو تفسیر ہمارے ہاتھ میں دی ہے وہ اتنی عظیم ہے کہ اسے بھی جتنی دفعہ پڑھا جائے وہ کم ہے اور ہر دفعہ اس میں نئے معانی اور نئے معارف قرآنی نظر آتے ہیں"

(بدر صفحہ ۱۳ مجریہ ۲۴ر نومبر ۷۷ء)

ج۔ نیز جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۷۷ء کے موقعہ پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو پیغام ارسال فرمایا تھا اس میں آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہے :-

"اس امر کی ضرورت ہے کہ علمی رنگ میں ہم میں سے ہر ایک اس بات سے آگاہ ہو کہ دُنیا کی سیاسی سماجی اور معاشرتی مسائل کیا ہیں اور اسلام ان کا کیا حل پیش کرتا ہے اگر ہم خود ہی ان سے ناآشنا ہوں تو دُنیا کو کیا سمجھائیں گے اس لئے ہمیں قرآن کریم کے گہرے مطالعہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کو توجہ سے اور بار بار پڑھنے کی ضرورت ہے۔ وہیں سے ہم یہ روشنی حاصل کر سکتے ہیں۔ وہ زمانہ قریب آ رہا ہے جب يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا کا نظارہ ہماری آنکھوں کے سامنے آ جائے گا۔ ان آنے والوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام ہمیں کرنا ہوگا۔ لیکن اس سے قبل کہ وہ وقت آئے ہمیں اپنی تعلیم و تربیت کی فکر کرنی چاہیئے اور پوری توجہ اور پورے ذوق و انہماک سے قرآنی علوم سیکھنے چاہئیں"

(بدر صفحہ ۲ ۲۱ر دسمبر ۱۹۷۷ء)

بالآخر دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب بکثرت مطالعہ کرنے اور اپنے سینوں کو قرآنی علوم سے منور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ٭

محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب کی یادیں

مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب ذبیح بنوں

الفضل میں محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب قادیانی مرحوم درویش کی وفات کا پڑھ کر مدتوں پہلے کے واقعات و حالات دل و دماغ میں پھرنے اور آنکھوں کے سامنے فلم کی طرح آنے لگے۔

محترم مولوی صاحب قادیان کے اصل باشندے تھے۔ اس لئے قادیانی کہلاتے تھے۔ ہائی سکول سے میٹرک میں کامیابی کے بعد آپ نے عربی کی تیاری شروع کی اور درجہ بدرجہ کامیابی حاصل کر کے جلد ہی مولوی فاضل کر لیا۔ ہم مدرسہ احمدیہ کی ساتویں جماعت میں تھے کہ آپ ہمارے عربی ادب کے اُستاد مقرر ہوئے اور یوں ہم ان کے ابتدائی شاگردوں میں سے ہیں۔ محترم حافظ محمد رمضان صاحب مرحوم۔ محترم مولوی عبدالرحمان صاحب مبشر۔ مکرم محمد احمد صاحب بھاگلپوری۔ برادرم عبدالرحیم خان صاحب عادل وغیرہ خاکسار کے ہم جماعت تھے۔ ہمارے کورس میں علاوہ اور کتابوں کے حدیث عیسیٰ بن ہشام ایک عربی ناول بھی تھا جو لغویات سے مبرا تھا مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ آپ "اقرب الموارد" سے ایک کاغذ کے پُرزے پر نوٹس لکھ کر لاتے اور بڑی توجہ سے لغت کی وضاحت کرتے تسلسل بھی بڑے عمدہ طور پر قائم رکھا کرتے۔

آپ تین بھائی تھے آپ سے عمر میں کافی بڑے مہر جلال دین مرحوم اور چھوٹے مولوی محمد عبداللہ صاحب مولوی فاضل مرحوم تھے۔

محترم مولوی صاحب کی پیدائش جیسا کہ الفضل میں شائع ہوئی ہے ۱۹۰۲ء ہے مہر جلال الدین صاحب کی پیدائش کا اگر کم سے کم بھی لگایا جائے تو چھ سات سال کا فرق یقینی ہے۔ وہ میرے اچھی طرح سے واقف تھے اور ان کے متعلق مشہور تھا کہ صحابی ہیں۔ ان کے والد ماجد کا انتقال تو ہمارے زمانے سے کافی عرصہ پہلے ہو چکا تھا۔ لیکن تواتر سے سُنا ہے کہ قادیان کے قدیم باشندوں میں سے جو بزرگ اوّل اوّل ایمان لائے وہ بھی ان میں سے ایک تھے۔ مہر جلال الدین صاحب مرحوم بھی مولوی صاحب کی طرح پیدائشی احمدی تھے اگر مولوی صاحب سے ان کی عمر سات سال بھی زیادہ ہو تو ان کی پیدائش ۱۸۹۵ء کے لگ بھگ بنتی ہے۔

آپ کے چچا ٹھیکیدار غلام محمد صاحب کے والد حضرت مہر قطب الدین صاحبؓ بڑے کم گو تھے۔ بزرگی اور نور ایمان کے آثار چہرے سے عیاں تھے۔ آپ کا انتقال پاکستان میں ہی ہوا ہے قادیان کے مہمان خانہ سے بٹالہ کی سڑک کو جانے والے رستے کے موڑ سے شروع ہو کر مسجد فضل اور ڈھاب تک رائیوں کے گھر تھے۔ مسجد سے بالکل قریب محترم مولوی صاحب اور محترم مہر قطب الدین صاحب کے کشادہ دیہاتی طرز کے مکان تھے۔ یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کی کچھ تھوڑی تھوڑی زمینوں پر موروثی حقوق رکھتے تھے۔ اور سارا محلہ دیہاتی طرز زندگی رکھتا تھا۔

مسجد فضل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا درس دیا کرتے تھے۔

محترم مولوی صاحب مرحوم کا رنگ کھلتا ہوا سفید۔ قد موزوں۔ نقش بڑے خوبصورت ستواں ناک۔ اور کھلی پیشانی تھی۔ بچپن سے ایک پاؤں میں نقص تھا۔ اس لئے سوٹی استعمال کرتے تھے۔ درویشی کے زمانہ میں صرف ایک بار ربوہ تشریف لائے۔ ان دنوں میں نے بھی آپ سے ملاقات کی۔ بڑے سادہ لباس میں کھیس اوڑھے ہوئے آپ مجسم درویش نظر آتے تھے۔

دعا ہے کہ خدا تعالیٰ مرحوم مولوی صاحب کے درجات بلند فرمائے اور ان کی ساری خدمات کو قبول کرے اور آپ کی اولاد اور بیگم صاحبہ کا خود حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

درخواست دُعا

خاکسار کی والدہ محترمہ کافی عرصہ سے بیمار چلی آ رہی ہیں پہلے کچھ افاقہ تھا۔ لیکن اب خط سے معلوم ہوا ہے کہ پھر سے بیماری کا دورہ پڑا ہے جس کی وجہ سے کافی کمزوری آ گئی ہے۔ تمام احباب سے انکی کامل صحت کے لئے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔

اسی طرح برادرم محمد اشرف صاحب آف لاہور چند ماہ ہوئے ہیں ایک سٹور چلا رہے ہیں کاروبار میں برکت کے لئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔

خاکسار۔ صدفیر احمد طاہر متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان۔

احمدیت کا روشن مستقبل ــ بقیہ اداریہ صفحہ (۲)

اور پھوٹ لے گا۔ اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی۔ اور ایک بہت بڑا درخت ہو جائے گا۔"

چنانچہ جماعت احمدیہ کے ایک شدید ترین مخالف مولانا ظفر علی خان صاحب ایڈیٹر اخبار "زمیندار" لاہور نے آج سے پچاس سال قبل جماعت احمدیہ کی ترقی پر اپنی بے بسی وحسرت کا اظہار کرتے ہوئے لکھا تھا:۔

"یہ ایک تن آور درخت ہو چلا ہے اس کی شاخیں ایک طرف چین میں اور دوسری طرف یورپ میں پھیلتی نظر آتی ہیں۔ اور آج میری حیرت زدہ نگاہیں بحسرت دیکھ رہی ہیں کہ بڑے بڑے گریجوایٹ اور وکیل اور پروفیسر اور ڈاکٹر جو کانٹ اور ڈیکارٹ اور ہیگل کو خاطر میں نہ لاتے تھے، غلام احمد کی (نعوذ باللہ) خرافات پر اندھا دھند آنکھیں بند کر کے ایمان لے آئے ہیں۔"

اور ہم کہتے ہیں کہ [illegible] مولانا ظفر علی خاں کو [illegible] دیتا اور وہ جماعت احمدیہ کو ۱۹۲۷ء سے سینکڑوں گنا بڑا دیکھ لیتے ــ!

بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں اور آپ کی بیان فرمودہ بشارتوں کی روشنی میں جماعت احمدیہ کے موجودہ امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کو یہ خوشخبری سنائی ہے کہ جماعت احمدیہ کی جماعتی زندگی میں جو اگلی صدی آنے والی ہے وہ غلبۂ اسلام کی صدی ہے۔ اور اس میں شک بھی کیا ہے؟ کیونکہ بصارت اور بصیرت رکھنے والی آنکھیں آج بھی دنیا کے افق پر اس کے نمایاں اثرات مشاہدہ کر سکتی ہیں۔ ایک طرف مسلم اکابرین کی شکستوں کا اعتراف، اور پادریوں اور پنڈتوں کا راہ فرار اختیار کرنا۔ اور دوسری طرف جماعت احمدیہ کی دن دوگنی رات چوگنی ترقی اور سنجیدہ اور تعلیم یافتہ طبقہ کا جماعت احمدیہ کی طرف ایک زبردست میلان، یہ سب امور ظاہر کر رہے ہیں کہ اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ پیشگوئی بڑی شان سے پوری ہوا چاہتی ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے:۔

"اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آ چکا ہے۔ اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔"

(فتح اسلام۔ ص ۱۰)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مغربی ممالک کے اپنے حالیہ دورہ کے دوران فرینکفورٹ (مغربی جرمنی) میں ایک پریس کانفرنس کے دوران حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کی روشنی میں واشگاف الفاظ میں بیان فرمایا کہ:۔

"اگلے سو سال میں یورپین اقوام کی بڑی بھاری اکثریت مسلمان ہو جائے گی اور سو سال بعد کے مؤرخین میری آج کی باتوں میں بہت دلچسپی لیں گے۔ اور کتابوں اور اخباروں میں شائع ہونے والے بیانات اور پیشگوئیوں کی تلاش کریں گے۔"

اس پر ایک بڑے ثقہ صحافی نے حضور سے سوال کیا۔ جماعت احمدیہ کی تعداد کتنی ہے؟ حضور نے فرمایا، ہماری جماعت کی تعداد ہے تو ایک کروڑ مگر یہ ایک کروڑ اس طرح بنی کہ حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ نے جب بیعت اور مہدویت کا دعویٰ کیا تو آپ اکیلے تھے۔ اور بے کسی کا یہ عالم تھا کہ اپنوں نے بھی آپ کو درخور اعتناء نہ سمجھا۔ گھر والے آپ کو کھانا دینا بھول جاتے تھے۔ ساری دنیا آپ کی مخالفت پر متحد ہو گئی۔ لیکن مخالفتوں کے ایک طوفان کے بعد دوسرے طوفان سے گزرتے ہوئے قریباً نوے سال میں وہ جو ایک تھا وہ ایک کروڑ بن گیا۔ اگر اگلے سو سال میں ایک کروڑ میں سے ہر ایک آدمی ایک کروڑ بن جائے تو تم ضرب دے کر دیکھو کیا تعداد بنتی ہے.......

چنانچہ جب انہوں نے ضرب دی تو سر اٹھا کر کہنے لگے، اتنی تعداد تو دنیا کے سارے انسانوں کی بھی نہیں بنتی۔ حضور نے فرمایا، میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ اتنی تعداد میں احمدی ہو جائیں گے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ہمارا یہ دعویٰ کہ اگلی صدی اسلام کے غلبہ کی صدی ہے جس میں لوگوں کی اکثریت مسلمان ہو جائے گی۔ یہ بات ناممکنات میں سے نہیں۔ پس جس طرح ایک سے ایک کروڑ بننے کے متعلق لوگ سمجھتے تھے کہ یہ بات ناممکن ہے لیکن عملاً ناممکن ثابت نہیں ہوئی۔ اسی طرح یہ بات بھی ناممکن نہیں کہ اگلے سو سال میں ایک کروڑ میں سے ہر ایک، ایک کروڑ بن جائے۔ چنانچہ اگلے روز فرینکفورٹ کے اخباروں نے محاورۃً اسے کمپیوٹر پروجیکشن سے تعبیر کیا۔" (بدر ۲۳ نومبر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے کہ ؎

آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگاہ زندہ وار

اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگانِ دشتِ خار

(محمد انعام غوری)

قادیان میں تقریب رخصتانہ و شادی

قادیان ۹ فتح (دسمبر) آج بعد نماز عصر مکرم محمد اکبر صاحب ایم۔ اے نائب ناظر بیت المال آمد ابن مکرم چوہدری محمد صادق صاحب ننگلی درویش اور محترمہ نعیمہ بشریٰ صاحبہ معلمہ نصرت گرلز ہائی سکول بنت استاذنا المحترم مولانا محمد حفیظ صاحب بقاپوری ایڈیٹر ہفت روزہ بدر قادیان کی تقریب رخصتانہ و شادی عمل میں آئی۔ ان کا نکاح قبل ازیں محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے پڑھا تھا۔

بعد نماز عصر مسجد مبارک میں دولہے کی گلپوشی اور تلاوت کے بعد محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے اجتماعی دعا کرائی۔ [illegible]

کر مکان پر پہنچی جہاں [illegible]

استقبال کے لئے موجود تھے۔ استقبال کے بعد دعائے رخصتی کی تقریب عمل میں آئی۔ اس موقعہ پر محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر دعوت و تبلیغ نے تلاوت فرمائی اور مکرم مظفر احمد صاحب اقبال نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعائیہ اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔ بعدہٗ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب [illegible] خطاب کرتے ہوئے فرمایا، محترم مولانا محمد حفیظ صاحب بقاپوری کی علالت کا احباب کو علم ہے۔ ڈاکٹری ہدایت و مشورہ کے مطابق ابھی وہ چلنے پھرنے سے پرہیز کر رہے ہیں۔ لیکن انسان کے اوپر اپنی اولاد خصوصاً بیٹیوں کی شادی کی جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے اس کو بہرصورت ادا کرنا ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنے کے بعد اور اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق تمام امور اختیار کرنے کے بعد جو رشتہ طے کیا جاتا ہے اس کے مطابق بیٹیوں کو اپنے گھر سے رخصت کرنا ضروری ہوتا ہے۔ پھر میاں بیوی کے حقوق و فرائض کی طرف مختصر اور جامع رنگ میں توجہ دلاتے ہوئے حاضرین سے اس شادی کے ہر جہت سے بابرکت ہونے اور ہر دو خاندانوں کے لئے موجب رحمت و برکت ہونے کے لئے دعا کی تحریک فرمائی۔ اس کے بعد حاضرین سمیت لمبی اجتماعی دعا فرمائی۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر جہت سے بابرکت فرمائے۔ ادارہ بدر اس موقعہ پر مولانا محمد حفیظ صاحب بقاپوری ایڈیٹر بدر کی خدمت میں اس خوشی کے موقعہ پر مبارکباد دیتا ہے۔

مورخہ ۱۲ دسمبر کو مکرم چوہدری محمد صادق صاحب ننگلی درویش نے اپنے بیٹے کی دعوت ولیمہ کا اہتمام کر کے ۷۵۰ سے زائد مرد و زن کو مدعو کیا۔

(ادارہ بدر قادیان)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان

Registered with the registrar of news Papers for India at No. R. N. 61/57
Regd No. : P/G. D. P-3
Phone No : 35

Jalsa Salana Number

The Weekly BADR Qadian

Editor-Mohammad Hafeez Baqapuri
Sub Editors—Jawaid Iqbal Akhtar & Mohammad Inam Ghori
14/21 MOHARRAM 1399. 14/21 DECEMBER 1978.

کلامِ منظوم ازبانیٔ جماعتِ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مسیحِ وقت اب دُنیا میں آیا
خُدا نے عہد کا دن ہے دکھایا
مُبارک وہ جو اَب ایمان لایا
صحابہؓ سے مِلا جب مجھ کو پایا
وہی مَے اُن کو ساقی نے پلادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ
خُدا کا ہم پہ بس لُطف و کرم ہے
وہ نعمت کونسی باقی جو کم ہے
زمینِ قادیاں اب محترم ہے
ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے
سُنو! اب وقتِ توحیدِ اتم ہے
سِتم اب مائلِ مُلکِ عدم ہے
خُدا نے روک ظُلمت کی اُٹھا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

مصطفےٰؐ پر ترا بیحد ہو سلام اور رحمت
اُس سے یہ نُور لیا بارِ خدایا ہم نے
ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
اُس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے
تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اُٹھایا ہم نے
تیری اُلفت سے ہے معمور مرا ہر ذرّہ
اپنے سینہ میں یہ اِک شہر بسایا ہم نے
نقشِ ہستی تیری اُلفت سے مِٹایا ہم نے
اپنا ہر ذرّہ تری راہ میں اُڑایا ہم نے
تیرا میخانہ جو اِک مرجعِ عالم دیکھا
خُم کا خُم منہ سے بصد حرص لگایا ہم نے
شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اُس ذات کو پایا ہم نے
چھُو کے دامن ترا ہر دام سے ملتی ہے نجات
لاجرم در پہ ترے سر کو جھکایا ہم نے
دلبرا مجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھُلایا ہم نے
بخدا دل سے مرے مٹ گئے سب غیروں کے نقش
جب سے دل میں یہ ترا نقش جمایا ہم نے
دیکھ کر تجھ کو عجب نُور کا جلوہ دیکھا
نُور سے تیرے شیاطیں کو جلایا ہم نے
ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اَے خیرِ رُسلؐ
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے
آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

فضائلِ قرآن مجید

رشحاتِ قلم حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

جمال و حسنِ قرآں نُورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحماں ہے
بہارِ جاوداں پیدا ہے اسکی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اُس سا کوئی بُستاں ہے
کلامِ پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لُولُوئے عمّاں ہے وگر لعلِ بدخشاں ہے
خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرقِ نمایاں ہے
ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرارِ لا عِلمی
سخن میں اُسکے ہمتائی کہاں مقدورِ انساں ہے
بنا سکتا نہیں اِک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نُورِ حق کا اُس پہ آساں ہے
ارے لوگو! کرو کچھ پاس شانِ کبریائی کا
زباں کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بوئے ایماں ہے
ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اُس پہ قرباں ہے

اِسلام سے نہ بھاگو راہِ ہُدیٰ یہی ہے
اَے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے
مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا
اب آسماں کے نیچے دینِ خدا یہی ہے
وہ دلستاں نہاں ہے کس راہ سے اس کو دیکھیں
ان مشکلوں کا یارو مشکل کُشا یہی ہے
باطن سیہ ہیں جن کے اس دیں سے ہیں وہ منکر
پر اَے اندھیرے والو دِل کا دیا یہی ہے
دُنیا کی سب دُکانیں ہیں ہم نے دیکھیں بھالیں
آخر ہُوا یہ ثابت دار الشفا یہی ہے
سب خشک ہو گئے ہیں جتنے تھے باغ پہلے
ہر طرف میں نے دیکھا بُستاں ہرا یہی ہے
دُنیا میں اس کا ثانی کوئی نہیں ہے شربت
پی لو تم اس کو یارو آبِ بقا یہی ہے
اسلام کی سچائی ثابت ہے جیسے سُورج
پر دیکھتے نہیں ہیں دشمن، بلا یہی ہے
جب کھُل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ حیا یہی ہے
جو ہو مفید لینا جو بَد ہو اس سے بچنا
عقل و خرد یہی ہے فہم و ذکا یہی ہے
مِلتی ہے بادشاہی اِس دیں سے آسمانی!
اَے طالبانِ دولت ظلِّ ہُما یہی ہے
سب دیں ہیں اِک فسانہ شرکوں کا آشیانہ
اس کا جو ہے یگانہ چہرہ نُما یہی ہے
سو سو نشاں دکھا کر لاتا ہے وہ بُلا کر
مجھ کو جو اُس نے بھیجا بس مدعا یہی ہے
کرتا ہے معجزوں سے وہ یارِ دیں کو تازہ
اسلام کے چمن کی بادِ صبا یہی ہے

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۱۴، ۲۱ دسمبر ۱۹۷۸ء۔ رجسٹرڈ نمبر پی/جی ڈی پی ۔۳